ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
2 اپریل 2003ء ۔ ۲۹ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ
www.tanzeem.org
جلد 12 شمارہ 11

- جیت میں ہار (اداریہ)
- موجودہ حالات میں قرآن حکیم کی رہنمائی (منبر و محراب)
- بانی تنظیم اسلامی کا خصوصی انٹرویو (گفت وشنید)

سب سے بڑی کامیابی

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۟ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۝﴾ (التوبة : ۱۱۱)

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے خرید لی ہیں مسلمانوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ وہ لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں، پھر قتل کرتے بھی ہیں اور قتل ہوتے بھی ہیں۔ یہ وعدہ ہو چکا اللہ کے ذمہ پر سچا توریت، انجیل اور قرآن میں، اور کون ہے جو اپنے وعدے کا پورا کرنے والا ہو اللہ سے بڑھ کر؟ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے اس سے کیا ہے، اور یہی ہے بڑی کامیابی''۔

یہ آیت قرآن مجید کی اہم ترین آیات میں سے ایک ہے، بدقسمتی سے آج ہماری زندگیوں میں اس آیت کی وہ اہمیت نہیں رہی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی زندگیوں میں اس کو حاصل تھی۔ یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ مومن اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک خرید وفروخت کا معاملہ ہوتا ہے۔ ایمان لانے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ایک شخص اپنے آپ کو، اپنی صلاحیتوں اور اوقات کو، اپنے وسائل اور اموال کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں کھپا دینے کے لئے آمادہ ہے، اور ان تمام قربانیوں کے عوض اس سے موت کے بعد کی زندگی میں جنت کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ یہ وہ سودا ہے جو مومن اور اللہ تعالیٰ کے مابین انجام پاتا ہے۔ اس سودے کے نتیجے میں اہل ایمان اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں تاکہ اللہ کے دین کا بول بالا ہو۔ اس جنگ میں وہ اللہ کے دشمنوں کو بھی قتل کرتے ہیں اور خود بھی قتل ہوتے ہیں۔

...... یہ وعدہ اللہ نے کیا ہے اور وہ لازماً اسے پورا کرے گا۔ اس نے یہ وعدہ تین مرتبہ کیا ہے، تورات میں، انجیل میں اور پھر قرآن مجید میں۔ اور اللہ سے زیادہ اپنے قول کا سچا اور وعدے کا پورا کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے؟ لہٰذا اس سودے پر جو تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہے خوشیاں مناؤ۔ تم سے جو کچھ قربان کرنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے وہ نہایت حقیر شے ہے اور جس کا وعدہ کیا جا رہا ہے وہ ابدی راحت ہے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے جو کسی انسان کو حاصل ہو سکتی ہے۔

(محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی تحریر ''اسلامی نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت'' سے اقتباس)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ o ﴾ (آیت 188-189)

''اور نہ کھاؤ ایک دوسرے کا مال آپس میں ناجائز طریقہ سے اور نہ رسائی حاصل کرو اس مال سے (رشوت دے کر) حاکموں تک تاکہ کھاؤ کچھ حصہ لوگوں کے مال کا ظلم سے حالانکہ تم جانتے ہو (کہ اللہ نے یہ حرام کیا ہے)۔ یہ دریافت کرتے ہیں آپ سے نئے چاندوں کے متعلق (کہ یہ کیونکر گھٹتے بڑھتے ہیں) آپ فرما دیجئے یہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں کے لئے اور حج کے لئے' اور یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم داخل ہو گھروں میں ان کے پچھواڑے سے' ہاں نیکی تو یہ ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے اور آیا کرو گھروں میں ان کے دروازوں سے اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے ہڑپ نہ کرو۔ اگر باہمی رضامندی سے خرید و فروخت ہو یا کوئی ہدیہ یا تحفہ دے تو درست مگر چوری' خیانت یا دھوکہ دہی جائز نہیں۔ کوئی دوسرے کی جیب کاٹ لے یا رشوت لے تو یہ چیزیں حرام ہیں۔ یوں اس آیت میں رزقِ حلال کی تلقین کی گئی ہے کیونکہ تقویٰ کی جانچ (Test) رزق حلال ہے۔ رزق حلال نہیں تو تقویٰ کیسا۔ تقویٰ نہیں تو نمازوں اور روزوں کے ڈھیر کچھ بھی نہیں۔ تقویٰ کے بغیر روزہ فاقہ ہے۔ اگر رزق حرام کے ساتھ سحری کھائی اور حرام مال کے ساتھ روزہ افطار کیا تو یہ روزہ تو نہ ہوا۔ اس لئے فرمایا کہ اپنے اموال کو حکام تک پہنچنے کا ذریعہ نہ بناؤ یعنی رشوت مت دو۔ اگر جج اور مجسٹریٹ' حاکم یا قاضی کو رشوت دے کر اُس کی Favour حاصل کر لی اور اپنے حق میں فیصلہ کرا لیا تو یہ حرام اور ناجائز بات ہے اور اگر تم جانتے بوجھتے ایسا کرو گے تو پھر تقویٰ نہیں۔ یوں سمجھئے کہ ''اکلِ حلال'' تقویٰ کا لٹمس ٹیسٹ ہے۔

آیت نمبر **189** سے بیسواں رکوع شروع ہو رہا ہے۔ اس رکوع میں قتال کا حکم اور حج کے احکام آ رہے ہیں۔ روزے کے معاً بعد قتال کا حکم ہے' اس لئے کہ روزہ دراصل بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی مشق ہے۔ جنگ کی صورت میں بھوکا پیاسا رہنے کی بھی نوبت آئے گی۔ جنگ تو نام ہی سختی کا ہے' اس میں آرام کا کون سا موقع ہے۔ یہاں تو بھوک اور پیاس برداشت کرنا پڑتی ہے تو گویا روزہ جہاد کی تیاری کے لئے ہے۔ عرب جنگ کی تیاری کے لئے اپنے گھوڑوں کو روزہ رکھوایا کرتے تھے۔ انہیں بھوک اور پیاس کا عادی بناتے تھے تاکہ جنگ کے دوران وہ بھوک اور پیاس کی وجہ سے کہیں جی نہ ہار جائیں۔ کیونکہ گھوڑا ہار گیا تو سوار کی موت ہے۔ اسی لئے روزے کے ساتھ ہی قتال کا حکم دیا جا رہا ہے۔

حج کے حوالے سے اس آیت میں یہ بات آئی کہ اے نبیؐ! یہ آپؐ سے چاند کے بارے میں پوچھ رہے ہیں تو کہہ دیجئے کہ یہ تو ایک کیلنڈر ہے جو اللہ تعالیٰ نے لٹکایا ہوا ہے۔ لوگ گھروں میں جو کیلنڈر لٹکاتے ہیں اُن سے پڑھے لکھے لوگ ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں لیکن آسمان کا یہ کیلنڈر یعنی چاند اپنے گھٹنے بڑھنے سے ہر کسی کو بتا رہا ہے کہ مہینہ اتنا گزر گیا ہے' گویا چاند سے تم اوقات کا تعین کر لیتے ہو پھر اسی سے حج کے ایام کا تعین ہو جاتا ہے۔ یعنی رمضان گزرا تو شوال سے ''اشھرِ حرم'' (حج کے مہینے) شروع ہو گئے۔

مکہ کے رہنے والوں میں یہ بدعت رائج تھی کہ ایک دفعہ احرام باندھ کر گھر سے نکل آئے اور اب کوئی کام پڑ گیا تو دوبارہ گھر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اگر گھر میں داخل ہونا ضروری ہوتا تو دروازے کی بجائے دیوار پھلانگ کر پیچھے سے جاتے مگر اُن کے اس حیلہ کو تسلیم نہیں کیا جا رہا۔ اس لئے فرمایا کہ یہ طرزِ عمل تقویٰ کی بات نہیں۔ یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم گھروں میں ان کے پچھواڑوں سے چھلانگ لگا کر جاؤ۔ اصل نیکی تو اس کی ہے جس کے دل میں تقویٰ اور خوفِ خدا ہے۔ اگر تمہیں احرام کی حالت میں دوبارہ گھر میں جانا پڑ جائے تو دروازوں سے ہی داخل ہو کر جاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

فرمانِ نبوی — چوہدری رحمت اللہ بٹر

دین میں سختی نہیں

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَلَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهُ ' فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَیْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ)) (رواہ النسائی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''دین آسان ہے' جو کوئی دین میں سختی کرے گا یہ اس پر ضرور غالب آ جائے گا۔ چنانچہ تم رُخ سیدھا رکھو' میانہ روی اختیار کرو' خوشخبری پر نظر رکھو اور مدد حاصل کرو' صبح شام کے اوقات اور رات کے کچھ حصے میں عبادت سے۔''

اللہ تعالیٰ نے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی بلکہ اتنے ہی فرائض و واجبات رکھے ہیں جو عام انسان ادا کر سکے' پھر رسول اللہ ﷺ سے متعدد بار لوگوں کو احساس دلایا ہے کہ نوافل کے سلسلے میں بھی اور دین کے ہر پہلو میں میانہ روی اختیار کی جائے اور فضائل کے ذریعہ ترغیب حاصل کی جائے تاکہ ان اعمال پر دوام حاصل ہو۔ اس سلسلے میں رات کے کچھ حصے میں عبادت کو بہت اہمیت دی گئی ہے کہ اس سے اخلاص اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔

10 MAR 20

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جیت میں ہار

1991ء میں جب سینئر بش نے عراق پر حملہ کیا تھا تو جنگ شروع ہونے کے صرف سو گھنٹے بعد صدام حسین کی افواج نے اجتماعی طور پر ہتھیار ڈالنے شروع کر دیئے تھے لیکن اس مرتبہ جنگ نسبتاً طول کھینچ گئی' حالانکہ عسکری قوت کے لحاظ سے 12 سال پہلے عراق کہیں زیادہ طاقتور تھا۔ پھر یہ کہ تیل کی دولت کی بھی فراوانی تھی۔ اس جنگ کے بعد عراق پر اقوام متحدہ نے کئی قسم کی پابندیاں لگا دی تھیں۔ ایک قرارداد کے ذریعے دنیا کے تمام ممالک کو پابند کر دیا گیا تھا کہ وہ عراق کو اسلحہ فروخت نہیں کر سکتے۔ اسے صرف اسی قدر تیل فروخت کرنے کی اجازت دی گئی تھی جس سے وہ اپنے عوام کی خوراک اور ادویات کی ضروریات پوری کر سکے۔ آزاد تجارت اس لئے ممکن نہ تھی۔ اس دوران نہ وہ اسلحہ تبدیل کر سکا اور نہ ہی اسے کہیں سے فالتو پرزے دستیاب ہوئے۔ خود امریکی تجزیہ نگاروں کے مطابق عراقی افواج کی جنگ کرنے کی صلاحیت 1991ء کی نسبت ایک تہائی رہ گئی ہے جبکہ دوسری جانب امریکہ "بموں کی ماں" سمیت ہلاکت خیز اسلحہ میں بے پناہ اضافہ کر چکا ہے۔ وہ افغانستان میں بہت سے اسلحہ کی آزمائش بھی کر چکا ہے اور سال بھر دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں اس کی جنگی مشقیں جاری رہتی ہیں۔ اس سب کچھ کے باوجود پہلی جنگ کی طرح امریکہ عراق کو چند دنوں میں مغلوب نہیں کر سکے گا اور جنگ تین ہفتے یا اس سے زیادہ بھی طول کھینچ سکتی ہے۔

راقم کے نزدیک امریکہ کی حقیقی کامیابی یہ تھی کہ وہ عراق کو تین دن کے اندر شکست سے دوچار کر دیتا اور عراق کی کامیابی یہ ہوگی کہ وہ اسے تین ہفتے یا اس سے زائد طول دے سکے۔ امریکہ پہلے مرحلہ میں ناکام ہو چکا ہے' دیکھنا یہ ہے کہ عراق امریکہ کو تین ہفتے روکے رکھنے کا ٹارگٹ حاصل کر سکتا ہے یا نہیں! آیئے دیکھیں کہ اسلحہ اور تباہ کن ہتھیاروں میں تفاوت پہلی جنگ کی نسبت بڑھنے کے باوجود جنگ کے نتائج پہلی جنگ سے بہتر کیوں نہیں آسکے' یعنی خلیج کی پہلی جنگ جو 1991ء میں لڑی گئی تھی وہ اگر صرف 100 گھنٹے میں اپنے انجام کو پہنچ گئی تھی تو اس مرتبہ بروقت اہداف حاصل کرنے میں دیر کیوں ہو رہی ہے۔

1) خلیج کی پہلی جنگ عراق کے کویت پر حملہ کرنے سے شروع ہوئی تھی۔ اسے اپنی افواج کا پھیلاؤ بہت کرنا پڑا تھا۔ امریکہ نے صرف اتنا کام کیا کہ پھیلی ہوئی فوج کی رسد منقطع کر دی۔ عراقی فوج بھوکی پیاسی رہ گئی۔ اسلحہ بھی نہیں پہنچ رہا تھا اور اس کے پاس ہتھیار ڈالنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

2) عراق امریکی جال میں پھنس کر کویت پر حملہ کرنے کی حماقت کر چکا تھا اور اس کی حیثیت ایک جارح ملک کی تھی۔ لہٰذا امریکہ نے بآسانی عالمی کولیشن بنا لی اور دنیا کی تمام قوتوں نے بڑھ چڑھ کر امریکہ کا ساتھ دیا۔

3) امریکہ عربوں کی نگاہ میں صدام حسین کو ہوّا بنانے میں کامیاب ہو گیا اور انہوں نے اس جنگ میں امریکہ کی مدد کرنے کے لئے اپنی تجوریوں کے منہ کھول دیئے اور امریکہ کو اس جنگ میں فتح حاصل ہونے کے ساتھ مالی طور پر منافع بھی ہوا۔

4) اقوام متحدہ کے ادارہ سلامتی کونسل نے اس جنگ کو قانونی طور پر جائز قرار دیا اور دنیا کے مختلف ممالک نے جن میں پاکستان بھی شامل ہے' اپنی افواج امریکی قیادت میں عراقیوں کے خلاف لڑنے کے لئے بھیجیں۔

5) روس جو عراق کا طاقتور دوست تھا اور اس کا حلیف تصور کیا جاتا تھا' اس وقت سنگین معاشی مسائل سے دوچار تھا۔ اسے جنگ سے دور رکھنے کے لئے سعودی عرب سے 4 ارب ڈالر دلائے گئے تاکہ وہ خاموش رہے۔

6) زبردست پروپیگنڈا مہم سے تمام عرب ممالک کو یقین دلایا گیا کہ اگر امریکہ نے صدام حسین کو نکیل نہ ڈالی تو وہ تمام عرب ممالک کو ہڑپ کر لے گا۔ کویت پر حملہ کر کے صدام حسین اپنے جارحانہ عزائم کا پہلے ہی اظہار کر چکا تھا۔

1991ء کی جنگ سے امریکہ نے بے شمار فوائد سمیٹ لئے۔ اسلحہ اور گولہ بارود کی فیکٹریوں کی چاندی ہو گئی۔ اسلحہ اور ہتھیاروں کی آزمائش ہوئی۔ جتنی رقم جنگ پر خرچ ہوئی اس سے کہیں زیادہ مال عربوں سے بٹورا۔ سعودی عرب جہاں مشرق وسطیٰ کے سب سے زیادہ تیل کے ذخائر ہیں وہاں امریکی فوجوں کی موجودگی کا جواز فراہم ہو گیا۔ اس جنگ کے بعد قطر میں علاقے کا سب سے بڑا فوجی اڈا شیوخ کی دولت سے بنا اور امریکہ اس اڈے کو اپنے لئے استعمال کرتا ہے۔ ان فوائد کے حصول کی وجہ سے امریکہ کو خلیج کی جنگ بھول نہیں رہی تھی۔ وہ مزید فوائد کے حصول کے لئے ایک اور جنگ کا ڈھونگ رچانا چاہتا تھا۔ لیکن حالات اس مرتبہ مختلف ہیں۔ اگرچہ بالآخر جنگ امریکہ ہی جیتے گا لیکن اس ایک جیت میں بہت زیادہ ہاریں مضمر ہیں۔ اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کی وہ چھتری جو وہ اپنے مقاصد کے حصول کے وقت اکثر تان لیتا تھا' اس کے سر سے ہٹ گئی ہے۔ یورپ تقسیم ہو گیا ہے۔ نیٹو کا وجود خطرے میں ہے' اس کے رکن ترکی اور جرمنی ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوتے نظر آتے ہیں۔ دنیا یک زبان ہو کر کہہ رہی ہے کہ امریکہ تیل کی خاطر خون بہا رہا ہے' جس کی وجہ سے اس کی اخلاقی حیثیت کو زبردست دھچکا لگا ہے۔ امریکہ کے بارے میں یہ تاثر پھیلا ہے کہ اس کی

(باقی صفحہ 17 پر)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور | مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور | بانی: اقتدار احمد مرحوم
ایل آر ایل نمبر: 50 جلد: 12 شمارہ 11 | پبلشر: اسعد احمد مختار طابع: رشید احمد چوہدری | مدیر: حافظ عاکف سعید
سالانہ زرتعاون: 250 روپے' قیمت: 5 روپے | مقام اشاعت: 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور' فون 5869501-03 | نائب مدیر: فرقان دانش خان

اخلاقی سطح پر امریکہ یہ جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی ہار چکا ہے

اگر خطے کو خطرناک ہتھیاروں سے پاک کرنا مقصود ہے تو پہلے اسرائیل کو نہتا کیا جانا چاہئے

امریکہ کی ہٹ دھرمی کے باعث دنیا بڑی تیزی سے تیسری عالمی جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے

موجودہ حالات میں ہمارا امتحان یہ ہے کہ ہم کسی بھی مصلحت کے تحت دین کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں

موجودہ عالمی حالات میں ہمارے لئے قرآن حکیم کی رہنمائی؟

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 21 مارچ 2003ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

موجودہ عالمی حالات کے حوالے سے سورۂ روم کی آیات **41** تا **45** میں ہمارے لئے رہنمائی کا کافی سامان موجود ہے جہاں فرمایا:

> ''بحر و بر میں جو فساد رونما ہوا' وہ لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی کا نتیجہ ہے' تاکہ اللہ لوگوں کو ان کے کچھ اعمال کا مزہ چکھائے۔ شاید کہ وہ باز آ جائیں''۔(آیت: **41**)

بحر و بر میں فساد دو انداز کا ہو سکتا ہے۔کوئی قدرتی آفت (مثلاً آفات سماوی یعنی قحط' سیلاب' زلزلہ' انتشار وغیرہ)۔ یہ آفات بھی انسان کی بداعمالی اور کفر و شرک کی وجہ سے آتی ہیں' اور انسان کے گناہوں کے سبب تمام دوسری بحری و بری مخلوقات کو بھی نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے جبکہ اس کے برعکس اللہ کا وعدہ ہے کہ اس زمین پر اگر اللہ کا دین قائم ہو جائے تو اس کے نتیجہ میں خوشحالی اور امن و سکون کی فضا ہو گی' آسمان اپنی برکتیں نازل کرے گا اور زمین اپنے خزانے انسان پر کھول دے گی۔

آفات کی دوسری شکل وہ فتنہ و فساد' جنگ و جدال' قتل و غارت گری اور خونریزی ہے جو انسان خود اپنے ہاتھوں طاقت کے نشہ میں کرتا ہے اور کمزور انسانوں اور اقوام پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتا ہے۔ تاریخ انسانی میں اس کی نمایاں مثال فرعون کی ہے جو اللہ کا باغی اور ظلم و جبر کی علامت تھا۔ فرعون کے بارے قرآن نے صاف کہا کہ: ﴿انه کان من المفسدين ○﴾ فرعونی ذہنیت ہر دور میں موجود رہی ہے اور آج کا فرعون امریکی صدر بش ہے جو طاقت کے نشے میں پوری دنیا کے امن و امان کو تہہ و بالا کرنے پر تلا ہوا ہے۔

یہاں یہ سوال ذہن میں آ سکتا ہے کہ جنگ و جدال کا معاملہ اسلام میں بھی تو ''جہاد'' کی صورت میں موجود ہے۔ جان لیجئے کہ جب زمین پر کفر و شرک اور انسانوں کے اجتماعی گناہوں کی وجہ سے فساد ایک حد سے آگے بڑھ جائے تو اللہ کے احکام اور دین حق کے نفاذ کے ذریعے نوع انسانی کو اس فتنہ سے نجات دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ اہل حق کو جہاد و قتال کا حکم دیتا ہے۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ یہ جہاد و قتال عدل و انصاف کا ضامن ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

> ''اللہ اگر بعض کے ذریعے' بعض کی قوت کو کچلتا نہ رہے تو زمین میں فساد برپا ہو جائے''۔

اور یہ جہاد و قتال کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو گا' بلکہ خالق کائنات کی جانب سے فتنہ و فساد کے خاتمے یعنی باطل نظاموں کے خاتمے تک اس جہاد کو جاری رکھنے کا حکم دیا گیا:

> ''اور ان سے قتال جاری رکھو یہاں تک کہ فتنہ بالکل ختم ہو کر دین پورا اللہ ہی کے لئے ہو جائے''۔

دراصل دین حق کے علاوہ جو بھی اجتماعی نظام زندگی ہے چاہے وہ بظاہر خواہ کتنا ہی خوشنما ہو' وہ ایک باطل نظام ہے جو لوگوں کے استحصال اور بگاڑ و فساد ہی پر مبنی ہو گا' چنانچہ آج کی جدید مغربی تہذیب بھی بظاہر بہت خوشنما نظر آتی ہے لیکن یہ اندر سے گلی سڑی ہوئی ہے۔ اس کی چمک دمک صرف سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کے باعث ہے ورنہ اس تہذیب میں تمام اخلاقی اقدار' خاص طور پر شرم و حیا' ستر و حجاب اور معاشرت کی دھجیاں بکھر چکی ہیں۔ جیسے اقبال نے کہا تھا کہ۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

عراق پر امریکی حملے کی صورت میں اس وقت تاریخ انسانی کے بدترین فساد کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس فساد کی تمہید **1991**ء کی گلف وار تھی جسے بجا طور پر ام المحارب کہا گیا تھا' آج اسی کے بطن سے موجودہ گلف وار نے جنم لیا ہے جس کے نتائج نہایت سنگین اور خوفناک ہوں گے۔ بظاہر امریکہ کا دعویٰ تو یہ ہے کہ عراق میں موجود خطرناک ہتھیاروں کے خاتمے اور عوام کو صدام کے ظلم سے نجات دلانے کے لئے اس نے یہ قدم اٹھایا ہے لیکن دنیا پر اس دعوے کی حقیقت اچھی طرح ظاہر ہو چکی ہے۔ اگر خطے کو خطرناک اسلحے سے خالی کرنا مقصود ہے تو عدل و انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ پہلے اس علاقے کے سب سے بڑے دہشت گرد اسرائیل کو نہتا کیا جاتا۔ لیکن یہ راز اب طشت از بام ہو چکا ہے کہ یہ جنگ دراصل مشرق وسطیٰ کا نقشہ تبدیل کر کے گریٹر اسرائیل کے قیام کے لئے شروع کی گئی ہے۔ حالات پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ امریکہ کی اس ہٹ دھرمی کے باعث دنیا بڑی تیزی سے تیسری عالمی جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے۔

یہاں سورۃ الروم میں یہ بات واضح کر دی گئی کہ بحر و بر میں فتنہ و فساد کا پھیلنا نہ صرف یہ کہ انسانوں کی اپنی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے بلکہ اس طرح اللہ تعالیٰ انسانوں کو ان کے اعمال میں سے بعض اعمال کی سزا اسی دنیا میں دے کر انہیں یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ شاید وہ جاگ جائیں' شاید وہ اپنے گناہوں سے تائب ہو کر صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ کی ایک سنت یہ بھی ہے کہ وہ بسا اوقات آزمائش کے لئے اپنے نیک بندوں پر بھی مشکلات ڈال دیتا ہے جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ اللہ کے انبیاء پر بھی مشکل حالات آئے۔ اسی لئے قرآن حکیم میں فرمایا گیا:

> ''کیا لوگوں نے گمان کر لیا کہ وہ یہ کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے' کیا ان کی آزمائش نہیں ہو گی' ہم تو آزماتے رہے ہیں ان لوگوں کو بھی

جوان سے پہلے تھے''۔

تاہم عمومی آفات اکثر انسانوں کے کفر و شرک' الحاد اور معصیت کے سبب آتی ہیں' اس لئے آگے فرمایا:

''نکلو زمین میں اور دیکھو ان سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا' ان میں اکثر مشرک تھے''۔(آیت: 42)

شرک تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ غیر اللہ کی حاکمیت بھی اصل میں شرک ہے۔ توحید کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام ہو' تو ذرا دیکھو خدائی کے دعویداروں' وقت کے فرعونوں کا کیا انجام ہوتا رہا۔ چونکہ یہ مکی سورۃ ہے' مکی دور میں بھی بحر و بر فتنہ و فساد کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے اور دین پر قائم رہنا بہت مشکل تھا۔ لہٰذا حضور ﷺ اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ:

''آپ اپنے چہرے کو اس راست دین کی جانب سیدھا کر لیجئے۔ اس سے قبل کہ وہ دن آ جائے کہ جس کے ٹلنے کی کوئی صورت نہیں ہے اللہ کی جانب سے۔ اس دن لوگ پھٹ کر الگ ہو جائیں گے۔''(آیت: 43)

دین توحید پر قائم رہنا اور اللہ کے کلمے کو سربلند کرنے کی جدوجہد جاری رکھنا ہر حال میں مسلمانوں کا فرض منصبی ہے۔ یہ دجالی فتنہ کا دور ہے' جس کے لئے احادیث میں آیا ہے کہ ''دین پر قائم رہنا اتنا ہی مشکل ہو گا جیسے کوئی شخص اپنے ہاتھ پر انگارے رکھے ہوئے ہو اور اسے برداشت کرنا مشکل ہوتا ہے''۔

یہ جو نیو ورلڈ آرڈر کا سیلاب اٹھا ہے اور امریکہ جو کچھ کرنے نکلا ہے اس کا پہلا نشانہ وہی لوگ بنیں گے جو اسلام کو دین سمجھتے ہیں اور اس کے نفاذ کے لئے کوشاں ہیں۔ ایسے وقت میں ہمارا امتحان یہ ہے کہ ہم اس دین کے علمبردار بن کر کھڑے رہیں۔ جو لوگ بھی ان مشکل حالات میں دین کا دامن کسی بھی مصلحت کے سبب نہیں چھوڑیں گے وہ آخرت میں اس کی جزا کے حق دار ہوں گے۔ اور جنہوں نے کفر کیا وہ آخرت میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ چنانچہ آگے فرمایا:

''جس کسی نے کفر کیا اس کا وبال اسی پر ہو گا اور جو اچھے عمل کریں گے وہ اپنے ہی لئے راستہ ہموار کریں گے۔ تاکہ اللہ بدلہ دے اپنے فضل سے' ان کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے اعمال کئے' اور یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا''۔(آیت: 44-45)

یعنی کہیں یہ ذہن میں نہ آ جائے کہ اگر کفار اس وقت غالب ہیں تو شاید اللہ کی رحمت ان کے شامل حال ہو گئی ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ نے انہیں وقتی طور پر ڈھیل دی ہے جس میں اہل حق کی آزمائش ہے۔ اگرچہ ظالم جب حد سے بڑھنے لگیں تو دنیا میں بھی قدرت کے عذاب کا کوڑا اس کی پیٹھ پر برستا ہے لیکن یہ صرف اللہ ہی کے علم میں ہے کہ وہ ظالم کی رسی کب کھینچتا ہے۔ اس اعتبار سے موجودہ حالات کے تناظر میں اگرچہ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ امریکہ پر عذاب کا کوڑا کب برسے گا لیکن جس طرح اس نے اقوام متحدہ کو جوتی کی نوک پر رکھتے ہوئے عراق کے خلاف کارروائی کے لئے عدل و انصاف کی دھجیاں بکھیری ہیں' اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ کے زوال کا آغاز ہو چکا ہے اور امریکہ اخلاقی سطح پر یہ جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی ہار چکا ہے۔

حاصل مطالعہ انتخاب: نعیم اختر عدنان

رزق اور فضل کا اصل سرچشمہ

آنکھیں رکھنے اور عقل سے کام لینے والے شخص کے لئے اس معاملے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ رزق و فضل کا تعلق انسان کے علم اور اختیار سے نہیں رہتی کہ رزق و فضل کا تعلق انسان کے علم اور اختیار سے نہیں بلکہ اس کا انحصار اللہ تعالیٰ کی حکمت و مشیت پر ہے۔ وہی جس شخص کو چاہتا ہے زیادہ رزق عطا فرما دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے اُسے کم رزق دیتا ہے۔ اس دنیا میں کتنے ہی لوگ ایسے ہیں کہ جو بغیر کسی محنت و کوشش کے سونے و چاندی کا چمچ منہ میں لے کر اس دنیا میں آئے ہیں اور بہت سے انسان ایسے بھی ہیں جو رات دن حصولِ رزق کی فکر میں بسر کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ دنیا کمانے کا علم بھی رکھتے ہیں لیکن پاتے اتنا ہی ہیں جتنا اللہ تعالیٰ نے ان کے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ اس دنیا کے اندر یہ مشاہدہ بھی عام ہے کہ ایک کروڑ پتی یا تخت و تاج کا مالک شخص اچانک دیوالیہ ہو جاتا ہے یا جیل کی کال کوٹھری میں بند کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے ہر شخص کو رزق و نعمت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ پر ہی کامل اعتماد اور بھروسہ کرنا چاہئے کہ اللہ کا ہر کام اُس کی بے پایاں رحمت اور کامل حکمت کے تحت انجام پاتا ہے۔ اگر وہ کسی شخص کو زیادہ دیتا ہے تو بھی اس میں حکمتِ الٰہی کارفرما ہوتی ہے اور اگر کسی کو کم دیتا ہے تو بھی اُسی کی حکمت کا تقاضا ہوتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کسی کو رزق کی فراوانی عطا کر کے آزماتا ہے تاکہ ایسے شخص کے جذباتِ شکر کو جانچا جائے اور دوسرے کو کم رزق دے کر اس کے صبر کا امتحان لیتا ہے گویا یہاں امیر و غریب' شاہ و گدا ہر ایک کا امتحان ہو رہا ہے۔ اِن کھلے دلائل کے ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص اپنے مال و دولت اور اختیار و اقتدار کو اپنی ذاتی قابلیت اور استحقاق کا نتیجہ سمجھتا ہے اور یہ ماننا پڑے گا کہ ایسے شخص کی عقل میں لازماً کچھ فتور ہے۔

(حاشیہ سورۂ زمر آیت 52' از تدبر قرآن جلد پنجم' مولانا امین احسن اصلاحی)

مرکزی انجمن خدام القرآن کے شعبہ سمع و بصر کی تیار کردہ

دینی موضوعات کی ویڈیو سی ڈیز (VCD's)

☆ختم نبوتؐ اور تکمیل رسالتؐ	2 ویڈیو سی ڈیز
☆عظمت مصطفی ﷺ	2 ویڈیو سی ڈیز
☆شادی بیاہ کی تقریبات کے ضمن میں ایک اصلاحی قدم	ایک ویڈیو سی ڈی
☆متاع الغرور (دنیا...... دھوکے کا سامان)	ایک ویڈیو سی ڈی
☆قائداعظم اور علامہ اقبال کا نظریہ پاکستان	2 ویڈیو سی ڈیز
☆منتخب نصاب (جاری)	51 ویڈیو سی ڈیز
☆بیان القرآن (قرآن پاک کا مکمل ترجمہ و مختصر تشریح)	108 ویڈیو سی ڈیز

قیمت فی VCD: 40 روپے

ملنے کا پتہ: قرآن اکیڈمی' 36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور' فون: 03-5869501

جنرل مشرف اپنے سیاسی تجربے کو ہر قیمت پر کامیاب کرانا چاہتے ہیں
نفاذِ شریعت کے بہترین مواقع اہلِ پاکستان نے اپنی شامتِ اعمال سے ضائع کر دیئے
پاکستان کو درپیش خطرات دراصل اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدعہدی اور بے وفائی پر اللہ کی ایک سزا ہے
دینی سیاسی جماعتوں کو انتخابات کا راستہ چھوڑ کر نفاذِ اسلام کے لئے احتجاجی اور مطالباتی مہم شروع کرنی چاہئے
تنظیم اسلامی کی کامیابی یہی ہے کہ اس نے اپنے نصب العین کو تبدیل نہیں کیا، نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے!
دنیا بھر میں دہشت گردی کے واقعات درحقیقت ظلم اور ناانصافی کے خلاف ایک ردِ عمل ہیں
مسلمان ممالک کو پتہ ہے کہ اگلا ہدف کون سا ہے، لیکن وہ پھر بھی سہمے ہوئے کھڑے ہیں

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا خصوصی انٹرویو

برائے روزنامہ ایکسپریس، شائع شدہ 9 جنوری 2003ء

ترتیب وتسوید: وسیم احمد، تجمل حسین میر

ایکسپریس: ڈاکٹر صاحب! سب سے پہلے آپ موجودہ سیاسی صورتحال پر تبصرہ فرمائیں کہ پاکستان اس وقت کہاں سٹینڈ کرتا ہے؟

ڈاکٹر صاحب: پاکستان اصل میں اس وقت تیسری بار اسی مقام پر آیا ہے جہاں اس سے پہلے دو بار آ چکا ہے۔ اور وہ مقام یہ ہے کہ ایک آرمی رول کے بعد جس نے دستور کو توڑ کر اور ایک آمرانہ انداز میں حکومت کا آغاز کیا' تو پھر جب زمانہ کے گزرنے کے ساتھ اس کا ہولڈ کمزور پڑا اور کچھ بیرونی دباؤ سے جمہوریت کی طرف آنا پڑا تو پھر لامحالہ آمریت سے جمہوریت کی طرف تدریجی سفر ہوا' جو نیم آمریت اور نیم جمہوریت کا مظہر تھا۔ یہی ہوا تھا ایوب خان کے بعد' یہی ہوا جنرل ضیاء الحق صاحب کے بعد اور یہی اب جنرل مشرف کے ذریعے ہو رہا ہے۔ اس میں ابھی بڑا وقت لگے گا یہاں صحیح جمہوریت کے آنے میں' اور خاکم بدہن' ہو سکتا ہے کہ اس سفر کے دوران پاکستان کے وجود کو کوئی بڑا دھچکا لگ جائے' جیسے پوسٹ ایوب دور میں پاکستان دولخت ہوا تھا۔

ایکسپریس: یہ تو آپ نے بہت بڑی بات فرمائی پاکستان کے مستقبل کے بارے میں' خدا نہ کرے اگر ایسا ہو تو اس کے عوامل کیا ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: پاکستان کے مستقبل کو جو خطرات درپیش ہیں ان کا سب سے بڑا عامل جس نے بقیہ تمام عوامل کو جنم دیا ہے وہ ہماری اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدعہدی' بے وفائی اور غداری ہے۔ ہم نے ''برعظیم ہند'' کی نہایت خونی تقسیم اس لئے کروائی کہ ہمیں موقع مل جائے کہ عہدِ حاظر میں اسلام کی عمرانی تعلیمات کا ایک نقشہ دنیا کے سامنے پیش کر سکیں' جس کا اظہار مصور و مفکر و مبشر پاکستان علامہ اقبالؒ نے اپنے 1930ء کے خطبۂ صدارت میں کیا تھا اور جس کے ضمن میں بے شمار بیانات تھے قائداعظم کے' لیکن پھر ہم نے وعدہ خلافی کی' انحراف کیا اور اسلام کی طرف سوائے چند cosmetic اقدامات کے ہم نے کوئی سنجیدہ اور بالفعل پیش رفت نہیں کی' لہٰذا ہم سنت اللہ کے مطابق سزا کے مستحق ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف ہمارے ازلی دشمن بھارت نے بڑی مستقل مزاجی کے ساتھ اپنے استحکام پر توجہ مرکوز رکھی اور جیسے انہوں نے 1971ء میں ''chance of the century'' حاصل کیا تھا اسی طرح اب پھر بھارت کو نئی سنچری کا چانس نظر آ رہا ہے۔ امریکہ اور بھارت کی نہایت گاڑھی چھن رہی ہے۔ ان کے مابین اسٹریٹیجک الائنس ہے اور امریکہ اپنی قوت کے زعم میں جو نت نئے ڈاکٹرائن وضع کر رہا ہے ان سب سے بھارت کو تقویت حاصل ہو رہی ہے۔ چنانچہ pre emptive attack کے اصول کے تحت بھارت نے کہا ہے کہ امریکہ کی طرح یہی حق ہمارا بھی ہے اور اب hot pursuit کے معاملہ میں بھی بھارت کا موقف ہے کہ جو حق امریکہ کو حاصل ہے وہ ہمیں بھی حاصل ہے اور اس نے ازسرنو mobilization شروع کر دی ہے۔

ایکسپریس: ڈاکٹر صاحب! جب طالبان کی حکومت قائم ہوئی اس وقت بہت سے ہمارے اکابرین نے کہا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہو رہی ہے۔ جس طرح آپ فرما رہے ہیں اس سے محسوس ہوتا ہے کہ ہم مایوسی کی طرف جا رہے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: جی ہاں وہ ہمارا ایک وقتی ''یوفوریا'' تھا' ورنہ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت عالمی امتِ مسلمہ عذاب خداوندی کی گرفت میں ہے اور جو عذاب اس سے قبل سابقہ امتِ مسلمہ یعنی بنی اسرائیل پر آیا تھا یعنی ﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ﴾ وہ عذاب آج ہم پر اور پوری امتِ مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کے اس اٹل قانون کی بنا پر ہے کہ جو کوئی امت یا قوم اللہ کی ہدایت یا اللہ کی کتاب اور اللہ کی شریعت کی امین اور حامل ہوتی ہے وہ دنیا میں اللہ کی نمائندہ بن جاتی ہے۔ یہ نمائندگی صحیح ہو تو اللہ کی رحمت' نصرت اور تائید شاملِ حال رہتی ہے اور اگر عمل

کے ذریعے mis-representation شروع ہو جائے تو وہی مسلمان امت کفار سے بڑھ کر ناپسندیدہ اور غضب الٰہی کی مستحق ہو جاتی ہے۔ اس کا صرف ایک حل ہے کہ اگر امتِ مسلمہ کسی ایک قابلِ لحاظ سائز کے ملک میں اسلام کا مکمل عدلِ اجتماعی اور قانون وشریعت کے نفاذ کے ذریعے صحیح اسلام کی نمائندگی کر سکے اور پوری دنیا کو دعوت دے سکے کہ آؤ اور دیکھو یہ ہے اسلام' یہ ہے ہدایتِ خداوندی تو اس طرح وہ mis-representation کے عذاب سے پوری امتِ مسلمہ کو ایک فرضِ کفایہ کے انداز میں نکالنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

ایکسپریس: اس کے کس حد تک امکانات ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: فی الحال کہیں بھی نہیں۔ اور ہماری سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ قدرتِ الٰہی اور مشیتِ ایزدی نے اس امر کے لئے بہترین تمہید اور نہایت عمدہ مواقع اہلِ پاکستان کو عطا کئے' جنہیں ہم نے اپنی شامتِ اعمال سے ضائع کر دیا۔ اب کوئی معجزانہ انداز کی "Divine Intervention" ہو جائے اور پاکستان اپنے مقصدِ قیام کی طرف رجوع کرے تو اب بھی امید ہے کہ صورتحال بالکل اس کے برعکس ہو سکتی ہے۔

"چمن کے مالی اگر بنا لیں موافق اپنا شعار اب بھی
چمن میں آ سکتی ہے پلٹ کر چمن سے روٹھی بہار اب بھی"

ایکسپریس: موجودہ حالات میں ہمارے مذہبی سیاسی قائدین کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: پاکستان میں اسلام کے نافذ نہ ہونے کی ابتدائی ذمہ داری تو مسلم لیگ پر تھی۔ لیکن چونکہ تحریکِ پاکستان ایک تحریک کی شکل میں چلی اور مسلم لیگ کبھی بھی مضبوط جماعت کی شکل اختیار نہ کر سکی لہٰذا وہ پاکستان بننے کے فوراً بعد تحلیل ہو گئی۔ اس کے بعد یہاں اسلام کے نفاذ نہ ہونے کی سب سے بڑی کوتاہی دینی اور مذہبی جماعتوں پر ہے جنہوں نے سیاست کے میدان میں خلاء محسوس کرتے ہوئے اپنے آپ کو اقتدار کی کشاکش میں جھونکا اور انتخابات کا راستہ اختیار کیا۔ اس طرح ان کی ساری مساعی ضائع گئی۔ پہلے یہ لوگ اپنی اپنی جماعتوں کے پلیٹ فارم سے انتخابات میں حصہ لیتے رہے لہٰذا بالکل ہی ناکام رہے۔ اب پہلی بار ایک متحدہ پلیٹ فارم (MMA) کے نام سے حصہ لیا اور کچھ افغانستان کے حالات وواقعات کی وجہ سے جو جذباتی فضا پیدا ہوئی اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے خاصی کامیابی حاصل کی۔ لیکن اب کچھ ہی دنوں میں یہ بات ان پر واضح ہو جائے گی کہ ان کے سامنے سراب کے سوا کچھ نہیں ہے اور الیکشن کے راستے سے اسلام کی طرف پیش قدمی کا کوئی امکان نہیں۔ اس اعتبار سے hopping against hope کے انداز سے اس امید کے سہارے جی رہا ہوں کہ شاید اب بھی ان کی سمجھ میں آ جائے کہ انتخابات کے ذریعے کشاکشِ اقتدار میں وقت اور قوت کے ضیاع کو چھوڑ کر ایک عوامی احتجاجی اور مظاہراتی اور مطالباتی مہم شروع کی جائے اور اس کے لئے اولاً ایک مضبوط discipline والی جماعت قائم کریں جس کی اساس کسی قائد کے ہاتھ پر سمع وطاعت فی المعروف کی بیعت پر ہو۔

ایکسپریس: آپ نے ابھی متحدہ مجلس عمل کی کامیابی کی بات کی ہے اور خاص طور پر سرحد میں جو کیفیت ہے انہوں نے اعلان کیا ہے کہ ہم اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کام کریں گے۔ اس کے برعکس وفاق میں انہوں نے اس جماعت سے اتحاد کیا جو اسلام کے حوالہ سے کچھ کام کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ اس دوعملی کی جو صورتحال ہے اس پر تبصرہ فرمائیں!

ڈاکٹر صاحب: اصل میں آپ دوعملی کہیں یا بے عملی کہیں یہ ہماری سیاست کے لوازم میں سے ہے۔ خود جنرل مشرف صاحب نے جب تک نئے سیاسی ڈھانچہ کی بنیاد نہیں رکھی تھی اُس وقت تک کم سے کم منافقت سے بری تھے اور اپنے کھلم کھلا سیکولر اور pro-western خیالات ظاہر کرتے تھے۔ لیکن جیسے ہی سیاسی حکومت کی داغ بیل ڈالنے کا سلسلہ شروع کیا انہوں نے بھی پاکستان کی روایتی منافقت اختیار کر لی۔ ایم ایم اے کے ضمن میں سب سے زیادہ سخت بات ارشاد احمد حقانی صاحب نے اپنے کالم میں لکھی تھی کہ قاضی حسین احمد صاحب نے ق لیگ سے یہ کہا ہے کہ اگر آپ جو وزارتیں آپ نے پی پی پی پیٹریاٹ کو دی ہیں وہ ان سے لے کر ہمیں دے دیں تو ہم آپ کے ساتھ آ جاتے ہیں۔ اس پر حقانی صاحب نے لکھا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اصولی اختلافات بیان ہوتے تھے وہ سب ہوا ہو گئے۔ مجھے یقین نہیں آیا کہ قاضی صاحب نے یہ بات کہی ہے تو میں نے حقانی صاحب کو فون کیا۔ انہوں نے کہا کہ روزنامہ خبریں میں ایک بڑی جلی سرخی کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی ہے اور قاضی صاحب نے اس کی تردید نہیں کی۔ اور اس کالم کی اشاعت کے بعد بھی آج تک کئی ہفتے گزرنے کے باوجود اس کی کوئی تردید نہیں آئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ہاں سیاسی اکھاڑے میں جو کچھ دوسرے لوگ کرتے ہیں اِنہیں بھی اس اکھاڑے میں اترنے کے بعد وہی کچھ کرنا پڑ رہا ہے۔

ایکسپریس: اسے ہم سیاسی ضرورت سمجھیں؟

ڈاکٹر صاحب: (مسکراتے ہوئے) نتیجہ آپ خود نکالیں۔

ایکسپریس: کچھ عرصہ سے پاکستان میں F.B.I کی سرگرمیاں سامنے آئی ہیں ہمارے ڈاکٹر صاحبان کو گرفتار کیا گیا ہے۔ آپ نے خود بھی احتجاج کیا اور آپ کی تنظیم اسلامی نے بھی بڑے بھرپور طریقے سے احتجاج کیا' بالخصوص ڈاکٹر عامر عزیز کے حوالے سے۔ تو یہ کہاں تک سلسلہ چلے گا؟ پاکستان کی خودمختاری کے حوالے سے تبصرہ فرمائیں۔

ڈاکٹر صاحب: حادثہ 11 ستمبر 2001ء کے بعد جب صدر بش کی ایک ہی دھمکی پر صدر مشرف صاحب "بتاشے" کی طرح بیٹھ گئے' یہ سب کچھ اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ میں نے 16ر ستمبر کو ایک اجلاس میں بالمشافہ صدر صاحب سے کہا تھا کہ اس وقت اگر آپ امریکہ کا ساتھ دیں گے تو یہ اولاً عدل وانصاف کے اصولوں سے غداری ہے۔ اس لئے کہ تاحال اسامہ کے خلاف کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جا سکا۔ ثانیاً یہ غیرت وحمیت کے منافی ہے کہ ہمارے افغان بھائی' مسلمان پڑوسی جن کا ہم اب تک ساتھ دیتے رہے اس طرح ہم ان سے دفعتاً آنکھیں پھیر لیں۔ اور ثالثاً یہ اسلام سے بغاوت ہے۔ اس کے ذریعے خواہ عارضی طور پر آپ کو کچھ دنوں کے لئے سہارا مل جائے۔ لیکن آپ بھی اس پوری سکیم کی ہٹ لسٹ پر موجود ہیں۔ اس لئے کہ اس کے پیچھے اصل یہودی لابی کی سازش ہے اور انہیں پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور صلاحیت کسی طرح بھی ہضم نہیں ہو سکتی۔ تو وقتی طور پر امریکہ آپ کے تعاون سے فائدہ اٹھا کر پھر آپ کی گوشمالی کی فکر کرے گا۔ اس سے بہتر ہے کہ ابھی آپ امریکہ کے سامنے ڈٹ جائیں اور ملک میں اسلام کے نفاذ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت حاصل کریں۔

ایکسپریس: اس پر ان کا کیا response تھا؟

ڈاکٹر صاحب: انہوں نے کوئی خاص جواب نہیں دیا تھا۔ اُس وقت جتنے لوگ موجود تھے وہ سب اپنی اپنی بات کہہ رہے تھے اور صدر صاحب سنتے جا رہے تھے۔ ظاہراً ایسے کر رہے تھے جیسے کہ ابھی فیصلہ کرنا ہے جب کہ فیصلہ وہ پہلے کر چکے ہوئے تھے۔ اس وقت صرف وہ اپنی ایک lobbying کر رہے تھے۔ لوگوں کو اپنی رائے کے حق میں ہموار کر رہے تھے۔

ایکسپریس: آپ نے جنرل مشرف کے اقدام کو اسلام سے بغاوت قرار دیا ہے تو اسلام سے جو بغاوت کرتا ہے کسی بھی حوالے سے اس کی تائید اور حمایت نہیں ہو سکتی۔ تو ہم انہیں قبول کیوں کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: مجبوری کی وجہ سے قبول کر رہے ہیں ع

"ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات!"

ایکسپریس: کیا اسلام کے باغی کو ہم اس طرح چھوڑ سکتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: اگر پکڑنے کی طاقت نہ ہو تو چھوڑنا پڑے گا۔

ایکسپریس: ایف بی آئی کے حوالے سے کہ ہر فرد تک ان کی

پہنچ ہو چکی ہے' کوئی بندہ بھی ان کی پہنچ سے محفوظ نہیں رہا' اور دہشت گردی کی کارروائیاں بھی ہو رہی ہیں خاص طور پر عیسائیوں پر' اس کے پیچھے کیا عوامل کارفرما ہیں' کیا یہ عوامی reaction ہے؟

ڈاکٹر صاحب: ہاں جی یہ reaction ہے۔ پوری دنیا میں جہاں بھی دہشت گردی ہو رہی ہے یہ reaction ہی تو ہے۔ امریکہ جس طریقے سے اسرائیل کی مدد کرتا ہے' support کرتا ہے' اس کے خلاف عربوں میں شدید ردِ عمل ہے اور نوجوانوں میں شدید غم وغصہ ہے' عرب حکومتیں اگرچہ امریکہ کی جیب میں ہیں لیکن عوام کے جذبات بالکل مختلف ہیں۔

ایکسپریس: امریکہ عراق پر حملے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ پاکستان کو اسلامی ملک کے حوالے سے اب کیا پالیسی اختیار کرنی چاہئے؟

ڈاکٹر صاحب: پاکستان کو کسی بھی شکل میں امریکی حملے کی تائید یا اس کی مدد نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ کوشش کرنی چاہئے کہ پاکستان initiative لے کر عالمِ اسلام اور خاص طور پر عالمِ عرب کو جمع کرے اور امریکہ کے عزائم کو resist کرے۔ لیکن اس کی امید نظر نہیں آتی۔ جو میں نے کہا تھا کہ "وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ" وہ جو تاتاری حملے کے دوران ہوا تھا کہ اگر دس مسلمان کہیں ہوتے تھے اور ایک تاتاری آ جاتا تھا' وہ کہتا تھا کہ اس وقت میرے پاس تلوار نہیں ہے' تم یہیں کھڑے رہو میں جا کر تلوار لے کر آؤں گا اور پھر تمہیں قتل کروں گا۔ وہ کھڑے رہتے تھے۔ وہ تلوار لے کر آتا تھا اور ایک ایک کو قتل کرتا تھا۔ یہی حال ہمارا اس وقت ہے کہ سب کو معلوم ہے کہ اس کے بعد next target کون ہے' پھر اگلا ٹارگٹ کون ہے۔ لیکن سب سہمے ہوئے کھڑے ہیں۔

ایکسپریس: پاکستان میں جو نئی حکومت سامنے آئی ہے اور اسمبلیاں بنی ہیں اس کا مستقبل کیا ہے؟

ڈاکٹر صاحب: ہمارے سیاست دانوں کا جو کردار ہے اس کے پیش نظر تو یہ اسمبلی چل جائے گی۔ لوگ اور اخبارات لوٹا لوٹا کرتے رہ جائیں گے اور لوٹے ادھر سے ادھر ہوتے رہیں گے۔

ایکسپریس: ڈاکٹر صاحب! نئی کابینہ کے کچھ ارکان NAB کو مطلوب ہیں' ان کے خلاف کیسز ہیں اور ان کا کریکٹر بھی اچھا نہیں اور ان کے ماضی کے بارے میں بھی لوگوں میں تحفظات پائے جاتے ہیں۔ اس پر تبصرہ فرمائیں۔

ڈاکٹر صاحب: بہرحال صدر مشرف صاحب کو اپنے اس سیاسی تجربے کو ہر قیمت پر آگے بڑھانا اور کامیاب کرنا ہے۔ اس کے راستے میں کوئی اصول بھی آڑے آئے گا' توڑ دیا جائے گا۔ وہ might is right کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ میں نے تو الیکشن کے فوراً بعد جو بات کہی تھی وہ یہ کہ "ق لیگ" کی نیچرل الائنس پیپلز پارٹی کے ساتھ ہے۔ اس لئے کہ پیپلز پارٹی مشرف صاحب کی pro-American پالیسی کی دو سو فیصد تائید کر رہی ہے۔ بس وہ بے نظیر کے اپنے موقف پر اڑ جانے کی وجہ سے اتحاد سیدھے رستے سے نہیں ہو سکا تو ٹیڑھی انگلی سے ہو گیا۔

ایکسپریس: یہ جو فارورڈ بلاک کا سلسلہ شروع ہوا ہے' آپ اسے سیاسی مستقبل کے حوالے سے کیسا دیکھتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: یہی تو میں نے کہا ہے۔ لوٹے آتے رہیں گے اور گاڑی چلتی رہے گی۔

ایکسپریس: تنظیم کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب آپ نے جو تنظیم کی بنیاد رکھی اور خاصا کام بھی کیا' اب آپ نے اس کی امارت سے الگ ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ جب پیچھے دیکھتے ہیں کہ اتنا عرصہ کام کیا تو جو ٹارگٹ آپ نے بنایا تھا وہ کس حد تک achieve کیا؟

ڈاکٹر صاحب: ٹارگٹ تو achieve نہیں ہوا۔ ٹارگٹ تو ہمارا ہے اسلامی انقلاب یا بالفاظ دیگر نظام خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام۔ ہماری کامیابی اس میں ہے کہ ہم نے اپنے ٹارگٹ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اس کے لئے جو طریق کار ہم نے سیرت نبوی ﷺ سے اخذ کیا تھا اس پر قائم رہے۔ نتائج کی ذمہ داری ہم پر نہیں' وہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوتا ہے۔ میں اس اعتبار سے پوری طرح مطمئن ہوں۔ صحیح کام میں اپنی زندگی لگائی ہے۔

ایکسپریس: آپ کا شروع سے موقف رہا ہے کہ انتخابات کے ذریعے سے اسلامی نظام نافذ نہیں ہو گا' دوسرا راستہ آپ نے فرمایا کہ پریشر گروپ بنے اور تحریک کی صورت میں یہ کام ہو تو اس کے امکانات پچاس سالوں میں تو پیدا نہیں ہو سکے۔ جو مواقع ملے بھی ہم نے ضائع کئے؟

ڈاکٹر صاحب: اس کے لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ کس مرحلہ پر کوئی اچانک تبدیلی آ جائے۔ یہ جو تجربہ ہے اس انتخابات کے بعد بھی اگر معلوم ہو کہ حاصل کچھ بھی نہیں ہوا تو ہو سکتا ہے کہ دینی قیادت اپنے طرزِ عمل پر نظر ثانی کرے۔ میرے اطمینان کے لئے اس میں جو مثال ہے وہ خود نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا معاملہ ہے۔ دس سال کی شدید ترین محنت' دعوت' تبلیغ و تربیت کے نتیجہ میں آپ کے ساتھ بمشکل سوا سو آدمی آئے تھے۔ یہاں تک کہ دس نبوی میں ابو طالب کے انتقال کے بعد آپ اپنے بل پر مکہ میں قیام بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لہٰذا آپ طائف تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کے ساتھ شدید ترین سلوک کیا گیا۔ واپس آئے تو مکے میں داخل نہیں ہو سکتے تھے کسی کافر کی امان لئے بغیر' چنانچہ مطعم بن عدی کی امان کے تحت آپ مکے میں داخل ہوئے۔ لیکن اسی سال یثرب کی طرف ایک کھڑکی کھل گئی' چھ خزرجی ایمان لے آئے' اگلے سال بارہ ہو گئے' اگلے سال پچھتر ہو گئے۔ حضور ﷺ کو یثرب کا گمان بھی نہیں تھا' آپ کو تو طائف کا خیال آیا۔ لیکن یثرب کی زمین کو اللہ تعالیٰ نے ہموار کر دیا۔ جب اللہ چاہے گا ایسی ہی کوئی صورتحال پیدا ہو جائے گی۔ چنانچہ دس سال میں سوا سو آدمی آئے تھے' اگلے دس سال میں ٹوٹل revolution کے ذریعے جزیرہ نمائے عرب پر اللہ کا دین غالب ہو گیا۔

ایکسپریس: اُس وقت تو صحابہ کرام ؓ کی تربیت نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں سے ہوئی تھی' اب ہمارے ہاں تو ایسے کیریکٹر نہیں ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: اب بھی یہی کرنا پڑے گا۔ میں نے کہا تھا کہ پہلے ایک مضبوط جماعت تیار ہو' ایک عوامی تحریک ابھرے' ورنہ تو بیکار ہے۔ اسے تو ہائی جیک کر لیا جاتا ہے۔ ہمارے جسم کی ریڑھ کی ہڈی کی طرح مضبوط جماعت ہو جو عوامی تحریک بن کر اٹھے تو بات بن سکتی ہے۔

ایکسپریس: کیا ایسا ممکن ہے کہ متحدہ مجلس عمل ایک جماعت کی صورت اختیار کر لے؟

ڈاکٹر صاحب: اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہو تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ یا اس کے کچھ فعال عناصر اس طرف کچھ سوچیں۔

ایکسپریس: ووٹ دینے والے لوگوں نے تو توقعات رکھیں ہیں کہ یہ اسلامی نظام نافذ کریں گے؟

ڈاکٹر صاحب: کچھ نہ کچھ تو کاسمیٹک تبدیلیاں یہ سرحد میں کریں گے۔ لیکن ظاہر بات کہ نظام تو صوبائی سطح پر بدلا ہی نہیں جا سکتا۔ نہ سود کا معاملہ ختم ہو سکتا ہے نہ جاگیرداری اور زمینداری کا معاملہ ختم ہو سکتا ہے۔ اس سے کوئی بنیادی تبدیلی نہیں آ سکتی۔ کچھ معاشرتی چیزیں ہو سکتی ہیں۔

ایکسپریس: اگر متحدہ مجلس عمل سے لوگ fedup ہو جائیں تو یہ بھی تو خطرناک بات ہے؟

ڈاکٹر صاحب: ہو سکتا ہے کہ متحدہ مجلس عمل والے یہ سوچنے پر آمادہ ہو جائیں کہ ہمارا یہ تجربہ ناکام ہو رہا ہے۔

ایکسپریس: چلتے چلتے آخری سوال' وہ جو آپ نے چار جماعتوں کا اتحاد بنایا تھا وہ کیوں نہیں چلا؟ اخلاص میں کمی تو نہیں تھی؟

ڈاکٹر صاحب: وہ نہیں چل سکا۔ اور اصل میں اخلاص ایک ایسی شے ہے کہ نہ اثبات یقین کے ساتھ کیا جا سکتا ہے نہ اس کی نفی یقین کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔ یہ تو دل کا معاملہ ہے۔ بہرحال نتیجہ یہی نکلا ہے کہ اتحاد نہیں چل سکا۔

ایکسپریس: طالبان کے بارے میں آپ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ پسپائی عارضی ہے اور وہ واپس بھی آ سکتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: عارضی جو کہا تھا وہ دو چار سال بھی ہو سکتے ہیں۔ ابھی وقت ہی کتنا گزرا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کے چند قدر شناس

سید قاسم محمود

پچھلے شمارے میں حضرت شاہ ولی اللہ کے حالاتِ زندگی اختصار کے ساتھ تحریر کرنے کے بعد ہم نے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ شمارے میں شاہ صاحب کے اُن کارناموں پر روشنی ڈالی جائے گی' جن کا تعلق ہمارے موجودہ سلسلۂ مضامین یعنی تجدید واحیائے ملّتِ اسلامیہ سے ہے' اور اس کے بعد ملّتِ اسلامیہ پر اُن کے احسانات و خدمات کا جائزہ پیش کرنے کے بعد تاریخ کے نقوش قدم پر چلتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ اب یہ زیادہ مناسب معلوم ہوا کہ ذرا ٹھہر کر مجتہدین اور مجددین کی محفل میں شاہ صاحب کا مقام و مرتبہ متعین کرلیا جائے' اور اس کے لئے مشاہیر و اکابر سے رجوع کرنے سے بہتر طریقہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ چنانچہ یہاں چند اصحاب الرائے کے تاثرات وخیالات جمع کئے جا رہے ہیں:

مولانا ابوالکلام آزاد

(حضرت مجدد الف ثانی کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے بعد مولانا آزاد لکھتے ہیں): ''پھر بارہویں صدی ہجری کا ایک عظیم ترین ظہورِ علوم ومعارف دیکھو۔ زمین بنجر ہو چلی تھی۔ پھر بھی کھیتوں کی سبزی اور چمنوں کی لالی سے کوئی گوشہ بالکل خالی نہ تھا۔ تیرہویں صدی کے تمام کاروبارِ علم و طریقت کے اکابر و اساتذہ اسی صدی میں برآوردہ ہوئے۔ بعض بڑے بڑے سلاسلِ درس و تدریس کی بنیادیں اسی میں استوار ہوئیں' جیسے خاندانِ مشہور فرنگی محل' اور ہندوستان سے باہر بلادِ عربیہ وعثمانیہ میں اکثر مشاہیر علم و ارشاد' جیسے ابراہیم کورانی' محمد بن احمد سفارینی نجدی' سید عبدالقادر کوکبانی (یمن)' شیخ عمر فاسی (تیونس)' شیخ سالم بصری (مکہ معظمہ)' امیر محمد بن اسماعیل یمانی' شیخ عبدالخالق زبیدی (یمن) علامہ فلانی' صاحب ''ایقاظ'' (سوڈان)' شیخ محمد حیات سندھی مدنی وغیرہم کہ شاہراہِ عام سے اپنی راہ الگ رکھتے تھے اور حقیقتِ مستورہ کے شناسا و حق آگاہ تھے۔ بایں ہمہ معلوم ہے کہ وہ جو دورۂ آخر کے ''فاتح'' اور سلطانِ عصر ہونے کا مقام تھا' اور قطبیت وقت کا' وہ صرف حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ ہی کے لئے تھا۔ اور لوگ بھی بیکار نہ رہے' کام کرتے رہے' مگر جو کام یہاں انجام پایا' وہ صرف یہیں کے لئے تھا۔ (تذکرہ' صفحہ 268)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

(اُمت مسلمہ کے مختلف طبقات کو اصلاح وانقلاب کی دعوت کے ضمن میں شاہ صاحب کے امتیازِ خصوصی کا تعین کرنے کی خاطر امام غزالی اور علامہ ابن جوزی کا مقام و مرتبہ متعین کرنے کے بعد مولانا ندوی یوں بیان کرتے ہیں): ''ان دو شہرۂ آفاق داعیانِ دین کے بعد ہمیں اس سلسلے میں شاہ ولی اللہ صاحب کا کارنامہ سب سے زیادہ روشن اور تابناک نظر آتا ہے' انہوں نے سلاطینِ اسلام' امراء و ارکانِ دولت' فوجی سپاہیوں' اہلِ صنعت وحرفت' مشائخ کی اولاد (پیرزادوں) غلط کار علماءِ متقشف اور خوردہ گیر واعظوں اور تارک الدنیا وعزلت گزیں زاہدوں کو علیحدہ علیحدہ خطاب کیا ہے۔ اُن کی دُکھتی ہوئی رگوں پر انگلی رکھی ہے' اور اُن کی اصلی بیماریوں اور خود فریبیوں کی نشان دہی کی ہے۔ ان سب کے علاوہ اُمتِ اسلامیہ سے عمومی اور جامع خطاب فرمایا ہے' اور اُن کے امراض کی تشخیص کی ہے اور اُن کا علاج بتایا ہے۔ ان خصوصی خطابات میں شاہ صاحب کے دل کا درد' اسلامی حمیت کا جوش' دعوت کا جذبہ اور زورِ قلم اس نقطۂ عروج پر ہے' جس کی مثال سابق الذکر مصلحین اور اُن کی مذکورہ بالا کتابوں میں ملنی مشکل ہے''۔ (تاریخ دعوت وعزیمت' جلد پنجم' صفحہ 325)

مولانا مناظر احسن گیلانی

''میرے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ نے اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد جب ہندوستان میں ہوش سنبھالا تو اُن تک یورپ کے مخفی ذہنی تسلط اور آئندہ اس سے پیدا ہونے والے خطرات کا علم کس راہ سے پہنچا' لیکن اپنی پوری زندگی جس جدوجہد میں شاہ صاحب نے صرف کی' اُس کے ایک بڑے حصے کا تعلق ان ہی پیدا ہونے والے خطرات کے انسداد سے معلوم ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہ ایک مسلک وسط کے پالینے میں کامیاب ہوئے' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی فقہ بھی بچ گئی۔ تصوف بھی تباہی سے محفوظ رہا۔ قدیم کلام کی بنیاد پر ایک ایسے جدید علم کلام کی بنیاد اُن کے ہاتھوں سے قائم ہوگئی' جس میں کلام کے ساتھ تصوّف اور تصوّف کے ساتھ علمِ کلام کی ایسی معتدل آمیزش ہوئی ہے کہ اس کی بدولت مسلمانوں کا تصوّف بھی زندہ ہے اور ان کے کلامی نظریات کی بھی زیادہ واضح شکلوں میں زندہ رہنے کی ضمانت پیدا ہو گئی' اور اسی کے ساتھ پچھلے زمانے میں دین کے اصلی سرچشموں سے علمائے اسلام کو جو بُعد پیدا ہو گیا تھا اور یہ فطری بات ہے کہ نتائج وثمرات کی مشغولیت عموماً اصول سے دُوری کا سبب بن جاتی ہے' لیکن شاہ ولی اللہ نے ایک ایسا محتاط اور متوازن قدم اٹھایا کہ نتائج وثمرات کی مشغولیت میں کسی قسم کی افسردگی بھی پیدا نہیں ہوئی اور اسلام کے اساسی سرچشموں یعنی قرآن وحدیث کے ساتھ اہلِ علم کے تعلقات نئے سرے سے تر و تازہ ہو گئے۔ تقلیدِ جامد کا وہ طلسم بھی ٹوٹ گیا جو تقلید کی کہنگی سے عموماً قائم ہو جاتا ہے اور آزادیٔ رائے کے ساتھ تحقیقی تقلید کا ایک ایسا رنگ اُن کے اور اُن کے تلامذہ کے درس وتالیف نے پیدا کیا کہ ہر چیز اپنے اپنے طبعی مقام پر آ کر ٹھہر گئی (تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ' صفحہ 26)

سید ابوالاعلیٰ مودودی

''حضرت مجدد الف ثانی کی وفات کے بعد اور عالمگیر بادشاہ کی وفات سے چار سال پہلے نواحِ دہلی میں شاہ ولی اللہ صاحب (1703ء۔1763ء) پیدا ہوئے۔ ایک طرف اُن کے زمانے اور ماحول کو اور دوسری طرف اُن کے کام کو جب آدمی بالمقابل رکھ کر دیکھتا ہے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اس دور میں اِس نظر' اِن خیالات' اس ذہنیت کا آدمی کیسے پیدا ہوگیا۔ فرخ سیر' محمد شاہ رنگیلے اور شاہ عالم کے ہندوستان کو کون نہیں جانتا۔ اس تاریک زمانے میں نشوونما پاکر ایسا آزاد خیال مفکر ومبصر منظرِ عام پر آتا ہے جو زمانے اور ماحول کی ساری بندشوں سے آزاد ہو کر سوچتا ہے۔ تقلیدی علم اور صدیوں کے جمے ہوئے تعصبات کے بند توڑ کر ہر مسئلہ زندگی پر محققانہ ومجتہدانہ نگاہ ڈالتا ہے' اور ایسا لٹریچر بھی چھوڑ جاتا ہے' جس کی زبان' اندازِ بیان' خیالات' نظریات' موادِ تحقیق اور نتائجِ مستخرجہ' کسی چیز پر بھی ماحول کا کوئی اثر دکھائی نہیں دیتا' حتیٰ کہ اس کے اوراق کی سیر کرتے ہوئے یہ گمان تک نہیں ہوتا کہ یہ چیزیں اُس جگہ لکھی گئی تھیں' جس کے گرد وپیش عیاشی' نفس پرستی' قتل وغارت' جبر وظلم اور بدامنی وطوائف الملوکی کا طوفان برپا تھا۔

شاہ صاحب تاریخ انسانی کے ان لیڈروں میں سے ہیں جو خیالات کے الجھے ہوئے جنگل کو صاف کر کے فکر ونظر کی ایک صاف' سیدھی شاہراہ بناتے ہیں' اور ذہن کی دنیا میں حالاتِ موجودہ کے خلاف ایسی بے چینی اور تعمیرِ نو کا ایسا دل آویز نقشہ پیدا کرتے چلے جاتے ہیں' جس کی وجہ سے ناگزیر طور پر تخریبِ فاسد وتعمیرِ صالح کے لئے ایک تحریک اٹھتی ہے۔ شاذ ونادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ اس قسم کے لیڈر اپنے خیالات کے مطابق خود کوئی تحریک اٹھاتے ہوئے اور بگڑی ہوئی دنیا کو توڑ پھوڑ کر اپنے ہاتھوں سے نئی دنیا بنانے

کے لئے میدان میں نکل آتے ہوں۔ تاریخ میں اس کی مثالیں بہت ہی کم ملتی ہیں۔ اس طرز کے لیڈروں کا اصلی کارنامہ یہی ہوتا ہے کہ وہ تنقید سے صد ہا برس کی جمی ہوئی غلط فہمیوں کا غبار چھانٹ دیتے ہیں۔ اذہان میں نئی روشنی پیدا کرتے ہیں۔ زندگی کے بگڑے ہوئے' بگر پختہ بنے ہوئے سانچے کو عالمِ ذہنی میں توڑتے ہیں اور اس کے ملبے سے اصلی پائیدار حقیقتوں کو نکال کر دنیا کے سامنے رکھ جاتے ہیں''۔ (تجدید واحیائے دین۔ صفحہ 89)

ڈاکٹر اسرار احمد

''بارہویں صدی ہجری میں امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے ساتھ ساتھ شیخ محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی شخصیت بھی نظر آتی ہے' اور اُنہیں اِس بناء پر شہرت بھی زیادہ حاصل ہوئی کہ اُن کی تائید اور تعاون سے آلِ سعود نے نجد میں ایک مضبوط حکومت قائم کی جس کا حیطۂ اقتدار جزیرہ نمائے عرب میں وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا' تا آنکہ حجازِ مقدس بھی اُن کے زیر تسلط آ گیا۔ تاہم واقعہ یہ ہے کہ کارِ تجدید کی وسعت اور گہرائی دونوں کے اعتبار سے شاہ ولی اللہ دہلوی کا پلڑا اُن کے مقابلے میں بہت بھاری ہے' اس لئے کہ اگرچہ شیخ محمد ابن عبدالوہاب نے مشرکانہ اوہام کا ازالہ اور بدعات ورسومات کا قلع قمع تو خوب کیا' اور دین کو اُس کے ظاہر پہلوؤں کے اعتبار سے یقیناً جملہ آلائشوں سے پاک کر کے بالکل ''خالص'' کر دیا' لیکن چونکہ انہیں منطق اور فلسفے سے کوئی طبعی مناسبت نہ تھی' لہٰذا دینِ حق کے حکمت ومعرفت کے غامض اور عمیق پہلو خود اُن کی نگاہوں سے اوجھل رہ گئے۔

''اُن کے مقابلے میں شاہ ولی اللہ نہایت جامع شخصیت کے حامل تھے۔ چنانچہ تفسیر وحدیث اور اصول وفقہ کے ساتھ ساتھ تاریخ و ادب' منطق و فلسفہ اور تصوّف و سلوک میں بھی درکِ کامل رکھتے تھے' اور راقم الحروف اپنے اس احساس کے بیان میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتا کہ قرونِ اولیٰ کے بعد کی پوری اسلامی تاریخ میں اُن کی سی جامعیت کبریٰ کی حامل کوئی اور شخصیت نظر نہیں آتی۔ ان سب پر مستزاد یہ کہ شاہ صاحب کو جدید عمرانیات کا موجد اوّل قرار دیا جا سکتا ہے اور اس کے ضمن میں انہوں نے علامہ ابن خلدون کے برعکس' جنہوں نے سیاست اور حکومت کے معاملات ومسائل کو زیادہ پیش نظر رکھا تھا' عہدِ حاضر کے تقاضوں کی مناسبت سے اصل توجہ ''فلسفۂ ارتفاقات'' کے عنوان کے تحت معاشیات واقتصادیات پر مرتکز کی ہے۔ بہرحال کم از کم اِن سطور کے عاجز وناچیز راقم کے نزدیک اس میں ہرگز کوئی شک نہیں ہے کہ بارہویں صدی ہجری کے مجدّد اور دورِ جدید کے فاتح (افتتاح کرنے والے) حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ہیں''۔ (استحکام پاکستان۔ صفحہ 153)

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی

''شاہ ولی اللہ ایک قاموسی علیت کے آدمی تھے۔ وہ اُن علماء میں نہیں تھے' جو انسانی علم کی مختلف شاخوں کو اپنے دماغ کے مختلف خانوں میں رکھتے ہیں اور نہ اِس اعتبار سے اُن کی علیت محض فضیلت مآبی تھی۔ وہ اس کے خلاف تھے کہ علمی عظمت کے لوگ اپنے آپ کو اپنے مدرسوں اور خانقاہوں کے گنبدوں میں بند رکھیں۔ اُن کا خیال تھا کہ علم کو ملّت کی خدمت کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔ انہوں نے اپنے پیچھے بہت سی بیش بہا کتابیں چھوڑی ہیں' مگر اُن کی اس دلی تمنا نے' کہ وہ اپنی قوم کو اس تباہی سے بچائیں جو سر پر منڈلا رہی تھی' ان کتابوں کے مرتبے کو اور بھی زیادہ بلند کر دیا ہے۔ انہوں نے جو کچھ لکھا' اُسے ملتِ اسلامیہ کے معاملات میں اُن کی جذبات وعملی مشغولیت اور اسے تباہی سے بچانے کے لئے اُن کی دلی تمنا سے صحت ومعقولیت حاصل ہوئی۔ دنیا نے ان جیسے بہت علماء پیدا نہیں کئے ہیں۔ اُن کی زندگی ہی میں اُن کی عظمت کا اعتراف اُن کے معاصرین نے کر لیا تھا اور اُن کے اس دعوے پر کہ وہ اس صدی کے مجدّد تھے' کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ انہیں تمام محاذوں پر کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ برعظیم میں مسلمانوں کی سیاسی طاقت کے خلاف بہت زیادہ قوتیں کارفرما تھیں۔ مرہٹوں کو 1761ء میں پانی پت کے میدان میں جو شکست ہوئی' اُس نے برعظیم کی تاریخ میں مسلم طاقت کی نشاۃ ثانیہ کا ایک نیا باب نہیں کھولا اور نہ ہندوستان میں اسلام کے فرقوں اور ان کے ضمنی فرقوں کے درمیان افتراق کی آواز خاموش ہوئی' مگر انہیں ایک ایسی مشعل جلانے میں نمایاں کامیابی ہوئی' جس نے اُن بہت سے لوگوں کی راہ کو روشن کیا جو اُن کے بعد آئے اور جنہوں نے ملّت اسلامیہ کے دینی عقائد اور نظریاتی وجود کو قائم رکھنے کے لئے کام کیا' اور یہ کامیابی اُن قلعوں سے زیادہ پائیدار ثابت ہوئی' جو سیاست کی بھربھری اور تغیر پذیریت سے تعمیر کئے جاسکتے تھے''۔ (علماء میدانِ سیاست میں۔ صفحہ 148)

شیخ محمد اکرام

''شاہ ولی اللہ قومی زندگی کے ایک بڑے نازک دَور میں پیدا ہوئے۔ اُن کا ظہور اُس زمانے میں ہوا' جب اسلامی حکومت کی بنیادیں اُکھڑ رہی تھیں' اور اس ملک میں صدیوں جاہ وجلال سے حکومت کرنے کے بعد مسلمان اس قدر آرام طلب اور کمزور ہو گئے تھے کہ وہ مرہٹوں اور سکھوں کے مقابلے میں تساہل اختیار کرتے تھے۔ شاہ صاحب کو اس صورتِ حالات کا افسوس ہوتا ہوگا' لیکن جو شخص عملی کام کرنا چاہے' اُسے اپنے دائرہ عمل محدود اور معین کرنا پڑتا ہے۔ شاہ صاحب اپنے آپ کو اس امر کے لئے موزوں نہیں سمجھتے تھے کہ وہ عملی زندگی میں دخل انداز ہو کر واقعات کی رَدوکوروکیں' لیکن جس کے لئے وہ موزوں تھے' اور جو کچھ کم ضروری نہ تھا (یعنی رسول اکرمؐ کی خلافتِ باطنیہ)' اس کے لئے انہوں نے اپنی زندگی وقف کر دی۔ وہ ان عیوب اور کوتاہیوں سے پوری طرح واقف تھے جو مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں گھر کر گئی تھیں' اور جن کی وجہ سے اُنہیں یہ روزِ بد دیکھنا نصیب ہو رہا تھا۔ شاہ صاحب نے انہیں پوری طرح بے نقاب کرنے کی کوشش کی' تا کہ اُن کا ازالہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے ذہنی اور روحانی اختلافات مٹانا ضروری ہے تا کہ وہ صحیح معنوں میں ایک جماعت بن جائیں اور آنے والی مصیبتوں کا مل کر مقابلہ کر سکیں۔ شاہ صاحب نے قرآن' حدیث' فقہ' تصوّف میں سال ہا سال کی محنت کے بعد ایک ایسا دستور العمل مرتب کر دیا' جس سے اختلافات کی گنجائش تھوڑی ہے اور جس پر آج ہندوستان کے سمجھنے والے اور سوچنے والے علماء' صوفیاء' فقہاء اور عام مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد متفق ہے۔ (رودِ کوثر۔ صفحہ 585)

تجدید واحیائے دین کے سلسلے میں شاہ ولی اللہ کے خاص امتیاز ومقام کے بارے میں آپ نے ہمارے بعض مفکروں اور دانشوروں کی آراء کا مطالعہ کیا۔ آئندہ شمارے میں تجدید و اصلاح کی راہ میں اُن کے خاص خاص کارناموں کا تذکرہ ہوگا' ان شاءاللہ! (جاری ہے)

''موضوع القرآن'' مفت حاصل کیجئے

موضوع القرآن' آیاتِ قرآنی کی مختصر وضاحت ہدیہ 100/ روپے۔ مذہبی مدارس اور مسجدوں کے خطیب 10/ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

کرنل ایوب خان' 294 ایکسٹینشن کیولری گراؤنڈ لاہور کینٹ۔ فون: 6650120

دعائے مغفرت

☆ اُسرہ ڈھولنوال لاہور جنوبی کے رفقاء امیر الدین اور ظفر الامین کی ہمشیرہ فوت ہو گئی ہیں۔ قارئین ندائے خلافت سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆ حلقہ سندھ (زیریں) کے سینئر رفیق جناب عبدالواحد عاصم کے چچا کا انتقال ہو گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے' اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

شہر آشوب اسلام

صد ہزار افسوس۔ امن کے حامی کم از کم اس وقت ہار گئے ہیں اور جنگ کے خواہشمند جیت گئے ہیں۔ سلامتی کونسل میں اپنی دوسری قرارداد پر امریکہ' برطانیہ اور سپین کا رائے شماری کرانے سے گریز ان کی شکست پر دلالت کرتا ہے۔ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ ان کی قرارداد پر ایک یا ایک سے زیادہ ویٹو بھی آ سکتے ہیں اور غیر مستقل ارکان کی اکثریت کا ووٹ بھی انہیں نہیں مل رہا۔ گویا انہیں اپنی شکست دیوار پر لکھی ہوئی نظر آ رہی تھی' اس لئے انہوں نے عالمی ادارے سے اپنے اقدام کی تائید اور حمایت حاصل کرنے کی کوشش ترک کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہ پایا اور اس عذر کی آڑ لے لی کہ آٹھ نومبر 2002ء کی قرارداد نمبر 1441 ہی ان کے اقدام کے لئے کافی ہے۔ لیکن جیسا کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے کہا ہے سلامتی کونسل سے بالا بالا جنگ کا راستہ اختیار کرنے کے فیصلہ بین الاقوامی قانون کے تحت مشکوک حیثیت کا حامل ہے۔ روس کے صدر پیوٹن نے بھی اس فیصلے کو ایک فاش غلطی قرار دیا ہے۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ صدر بش نے عراق کے صدر صدام حسین کو 48 گھنٹے کے اندر ملک چھوڑ دینے کا جوالٹی میٹم دیا ہے اسے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا جائے گا' بلکہ ٹھکرایا جا چکا ہے۔ صدر بش کا اختیار کردہ راستہ بدیہی طور پر انتہائی متنازع ہے اور اس نے مشرق وسطیٰ' عالم عرب اور عالم اسلام بلکہ خود مغرب کو بھی ایک خطرناک راستے پر ڈال دیا ہے۔ اب امریکہ ایک آدھ دن میں اپنے حملے کا آغاز کر دے گا۔ فوری طور پر جنگ بے پناہ تباہی پر منتج ہو گی' لیکن اندیشہ یہ ہے کہ جوں جوں وقت گزرے گا اس کے مہلک اور مضر اثرات اور بھی زیادہ وسیع اور نمایاں ہوتے چلے جائیں گے۔ فرض بھی کر لیا جائے کہ عراق کے پاس کچھ مہلک ہتھیار موجود ہیں' تو بھی ان کو تلف کرنے کے لئے انسپکشن کا راستہ اختیار کیا جانا مناسب تھا۔ عالمی ضمیر نے اس لائحہ عمل کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ لیکن امریکہ کی بدقسمتی کہ اس کے حکمران 21 ویں صدی کی تاریخ کا ایک خونی باب رقم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ خلاف توقع اگر جنگ نے طول پکڑا تو تباہی کی وسعت میں اور زیادہ اضافہ ہو گا اور نہیں کہا جا سکتا کہ اس سے کس قسم کے مہلک نتائج مرتب ہوں گے۔ وقت ہی بتائے گا کہ صدر بش کی مہم جوئی کا انجام آخر کیا ہوتا ہے۔

عراق ایک مسلمان ملک ہے' اس کے ہمسائے بھی مسلمان ہیں' عراقی عوام پر تو قیامت صغریٰ ٹوٹنے والی ہے۔

1912ء میں طرابلس اور بلقان کے علاقوں میں مسلمانوں پر جو قیامت ٹوٹی تھی اس پر علامہ اقبال نے بڑی دلگداز اور پُرتاثیر نظمیں لکھی تھیں' جن میں سے ایک نظم ان اشعار پر ختم ہوئی تھی:

ہزاروں لالہ و گل ہیں' ریاض ہستی میں
وفا کی جس میں ہو بو وہ کلی نہیں ملتی
مگر میں نذر کو اِک آبگینہ لایا ہوں
جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی
جھلکتی ہے تیری اُمت کی آبرو اس میں
طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں

ارشاد احمد حقانی

اسی طرح طرابلس کی جنگ میں غازیوں کو پانی پلاتے ہوئے شہید ہونے والی فاطمہ بنت عبداللہ کی یاد میں بھی انہوں نے ایک لازوال نظم لکھی' جس کے چار شعر کچھ یوں تھے:

فاطمہ! تو آبروئے اُمت مرحوم ہے
ذرہ ذرہ تیری مشتِ خاک کا معصوم ہے
یہ سعادت حورِ صحرائی تیری قسمت میں تھی
غازیانِ دیں کی سقائی تیری قسمت میں تھی
یہ کلی بھی اس گلستانِ خزاں منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یارب' اپنی خاکستر میں تھی
اپنے صحرا میں بہت آہُو ابھی پوشیدہ ہیں
بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں

اسی موقع پر علامہ شبلی نعمانی" نے بھی "شہر آشوب اسلام ہنگامۂ طرابلس و بلقان" کے عنوان سے ایک نظم لکھی' جو عراق کے بے گناہ عوام پر ڈھائے جانے والے مظالم کا تصور کر کے مجھے بے طرح یاد آ رہی ہے۔ علامہ شبلی نعمانی" نے لکھا تھا:

حکومت پر زوال آیا تو پھر نام و نشاں کب تک
چراغ کشتہ محفل سے اٹھے گا دھواں کب تک
قبائے سلطنت کے گر فلک نے کر دیئے پُرزے
فضائے آسمانی میں اڑیں گی دھجیاں کب تک
مراکش جا چکا' فارس گیا' اب دیکھنا یہ ہے
کہ جیتا ہے یہ ٹرکی کا مریض سخت جاں کب تک
یہ سیلابِ بلا بلقان سے جو بڑھتا آتا ہے
اُسے روکے گا مظلوموں کی آہوں کا دھواں کب تک
یہ سب ہیں رقص بسمل کا تماشا دیکھنے والے
یہ سیر ان کو دکھائے گا شہید نیم جاں کب تک
یہ وہ ہیں' نالہ مظلوم کی لے جن کو بھاتی ہو
یہ راگ ان کو سنائے گا یتیم ناتواں کب تک
کوئی پوچھے کہ اے تہذیب انسانی کے استادو!
یہ ظلم آرائیاں تا کے یہ حشر انگیزیاں کب تک
یہ جوش انگیزی طوفان بیداد و بلا تا کے؟
یہ لطف اندوزیٔ ہنگامۂ آہ و فغاں کب تک
یہ مانا تم کو تلواروں کی تیزی آزمانی ہے
ہماری گردنوں پر ہو گا اس کا امتحاں کب تک
نگارستان خوں کی سیر گر تم نہیں دیکھی
تو ہم دکھلائیں تم کو زخم ہائے خوں چکاں کب تک
یہ مانا گرمیٔ محفل کے ساماں چاہئیں تم کو؟
دکھائیں ہم تمہیں ہنگامۂ آہ و فغاں کب تک
یہ مانا قصہ غم سے تمہارا جی بہلتا ہے
سنائیں تم کو اپنے دردِ دل کی داستاں کب تک
یہ مانا تم کو شکوہ ہے' فلک سے خشک سالی کا
ہم اپنے خون سے سینچیں تمہاری کھیتیاں کب تک
عروسِ بخت کی خاطر تمہیں درکار ہے افشاں
ہمارے ذرہ ہائے خاک ہوں گے زرفشاں کب تک
کہاں تک لو گے ہم سے انتقامِ فتح ایوبی
دکھاؤ گے ہمیں جنگِ صلیبی کا سماں کب تک
سمجھ کر یہ کہ دُھندلے سے نشانِ رفتگاں ہیں ہم
مٹاؤ گے ہمارا' اس طرح نام و نشاں کب تک
زوالِ دولت عثماں' زوالِ شرع و ملت ہے
عزیزو! فکر فرزند و عیال و خان و ماں کب تک
خدارا تم یہ سمجھے بھی کہ یہ تیاریاں کب ہیں؟
نہ سمجھے اب' تو پھر سمجھو گے تم یہ چیستاں کب تک
پرستارانِ خاکِ کعبہ دنیا سے اگر اٹھے
تو پھر یہ احترامِ سجدہ گاہِ قدسیاں کب تک
جو گونج اٹھے گا عالم شورِ ناقوس کلیسا سے
تو پھر یہ نغمۂ توحید و گلِ بانگِ اذاں کب تک
بکھرتے جاتے ہیں شیرازۂ اوراقِ اسلامی
چلیں گی تند بادِ کفر کی یہ آندھیاں کب تک
کہیں اڑ کر نہ دامانِ حرم کو بھی یہ چھو آئے
غبارِ کفر کی یہ بے محابا شوخیاں کب تک
حرم کی سمت ہی صید افگنوں کی جب نگاہیں ہیں
تو پھر سمجھو کہ مرغانِ حرم کے آشیاں کب تک
جو ہجرت کر کے بھی جائیں تو شبلی اب کہاں جائیں کہ
اب امن و امانِ شام و نجد و قیرواں کب تک

(بشکریہ روزنامہ جنگ' 19 مارچ 2003ء)

☆ کیا حدیث کے بغیر قرآن سمجھا جا سکتا ہے؟

☆ اسلامی حکومت قائم کرنا کس کی ذمہ داری ہے؟

☆ مسلمانوں کے ملک میں اسلامی حکومت قائم نہ ہو تو کیا کرنا چاہیئے؟

قرآن آڈیٹوریم میں ہفتہ وار درسِ قرآن کے بعد محترم ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال و جواب کی نشست

سوال: غلام احمد پرویز نے قرآن کا ترجمہ کیا ہے۔ اس کے مطابق کافی تعداد میں حدیثیں قرآن کے ساتھ Contradict کر رہی ہیں اور وہ اسی حدیث کو صحیح مانتا ہے جو قرآن کو Complement کرتی ہو۔ کیا اس کا ترجمہ پڑھنا صحیح ہے؟

جواب: غلام احمد پرویز اگرچہ قرآن کی خدمت کرنے والوں میں تو شامل ہوئے لیکن حدیث کی نفی کر کے گمراہی میں بہت دور تک چلے گئے۔ دراصل یہ کہنا کہ میرے خیال میں یہ حدیث فلاں آیت کے خلاف ہے درست نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کا خیال غلط ہو' آپ نہ اس حدیث کو سمجھ رہے ہوں نہ قرآن کو سمجھ رہے ہوں جبکہ ان میں مطابقت کی کوئی شکل ہو' یہ قرآن آج نازل نہیں ہوا' اسے نازل ہوئے 1400 سال ہو گئے۔ علمائے امت' محدثین' مفسرین اور فقہائے کرام یہ سب لوگ معاذ اللہ جاہل نہیں تھے۔ احادیث کو انہوں نے بھی کھنگالا ہے' انہیں تو کوئی تضاد نظر نہیں آیا۔ بس جان لیجئے کہ ہمارے لئے قرآن اور سنت دونوں رہنمائی کا Source ہیں۔ سنت کو معلوم کرنے کے ذرائع دو ہیں۔ تواترِ عمل اور حدیث نبویؐ۔ تواتر عمل سے مراد ہے کہ حضورؐ کو صحابہؓ نے دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں یعنی آپ کو پوری ترتیب نماز کی ایسے نہیں ملے گی کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ پہلے یوں کھڑے ہو' ہاتھ یہاں تک لے جاؤ پھر یہ ہاتھ باندھ لو۔ بلکہ آپؐ نے فرما دیا۔ ((صلوا کما رائیتمونی)) ''تم نماز پڑھو جیسے مجھے دیکھ رہے ہو کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں''۔ حضور ﷺ کو نماز سکھائی حضرت جبرائیل نے۔ جن کی امامت میں آپؐ نے پہلی نماز پڑھی ہے۔ حضور ﷺ کے ذریعہ سے پھر صحابہؓ 'صحابہؓ سے تابعینؒ' تابعین سے تبع تابعین' نسل در نسل یہ منتقل ہوتی چلی آ رہی ہے۔ یہ تواتر عمل ہے۔ دوسرا ذریعہ حدیث نبویؐ ہے۔ ان میں سے کسی شے کا جو انکار کر دے گا یا پھر اسے اپنے خیال پر لے آئے گا کہ میرے خیال میں یہ حدیث فلاں آیت کے خلاف ہے' یہی اصل میں تکبر ہے اور تکبر ہی شیطنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس گمراہی سے بچائے۔ آمین

س: اگر ہماری حکومت اسلامی حکومت نہیں ہے تو ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا اس حکومت میں رہتے ہوئے کیا فرض ہے؟

ج: اس حکومت میں رہتے ہوئے ہر صاحبِ ایمان کا فرض عین ہے کہ وہ یہاں کے نظام کو بدلنے کی کوشش کرے' اس کام کے لئے اپنا تن' من' دھن لگائے اور یہاں Under Protest رہے۔ یہ نہیں کہ اس کے نیچے' اس کے سائے میں پھلنے' پھولنے اور پھیلنے کی کوشش کرے۔ بلکہ صرف زندگی اور جسم کا تعلق برقرار رکھنے کے لئے جتنی ضرورت ہے اتنی تو دنیا کی چیزیں حاصل کرے' باقی اپنا وقت' اپنی صلاحیت' اپنی قوت' اپنی طاقت اور اپنی ذہانت سب اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لئے لگائے۔

س: اسلامی حکومت کون قائم کرے گا؟ ہمارے ملک میں یہ کرنا کس کا فرض ہے؟

ج: یہ مسلمانوں کا فرض ہے' عام لوگوں کا فرض ہے اور اس میں تدریجاً یہ ہو گا کہ جس کی سمجھ میں یہ بات آ گئی' پہلا فرض تو اس پر ہو گیا کہ اب وہ لوگوں کو سمجھائے کہ یہ فرض ہے اور پھر لوگوں کو جمع کرے' جماعت بنائے۔ جب بڑی جماعت بن جائے گی تو پھر میدان میں آ کر اس نظام کو چیلنج کریں گے۔

س: دنیا کا سب سے پہلا مذہب کون سا ہے؟

ج: دنیا کا اولین مذہب اسلام ہے۔ پہلے انسان حضرت آدمؑ اللہ کے بندے' مسلم' مومن اور نبی تھے تو پہلا مذہب اسلام ہی ہوا۔

س: مسلمان کی تعریف کیا ہے؟

ج: مسلمان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو پست کر دے' اللہ کے احکام کے آگے سر جھکا دے۔ اسلام کے معنی سر تسلیم خم کرنے کے ہیں۔ اللہ کے ساتھ رسول کی اطاعت بھی فرض ہے پس وہ شخص مسلمان ہے جو اللہ اور رسول پر ایمان رکھنے کے ساتھ ان کی اطاعت پر کاربند ہو۔

س: جن لوگوں کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی وہ کدھر جائیں گے؟

ج: سورۃ الاعراف میں ایک نقشہ کھینچا گیا ہے کہ ایک طرف جہنم ہو گی' ایک طرف جنت' بیچ میں ایک فصیل حائل ہو گی۔ اس فصیل پر ایسے لوگ جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی 'منتظر رہیں گے کہ دیکھیں اب ہمارا معاملہ کیسے طے ہوتا ہے۔

س: آپ کے کتابچے ''معراج النبیؐ'' میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اللہ ایک نور ہے' اسے کیسے دیکھا جا سکتا ہے اسی رسالے میں ایک دوسری جگہ حضرت عائشہؓ ہی سے مروی ہے کہ معراج کی رات حضور ﷺ نے جبرئیلؑ کو دیکھا ان کی اصل صورت میں۔ سوال یہ ہے کہ فرشتے بھی تو نوری مخلوق ہیں' ان کو کیسے دیکھا جا سکتا ہے؟

ج: فرشتہ نوری ہے لیکن مخلوق ہے اس کی شخصیت محدود ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے۔ اس اعتبار سے زمین آسمان کا فرق ہوا۔ ایک ہے نور سے پیدا کیا جانا' ایک ہے خود نور ہونا اور وہ بھی جس کے لئے کوئی سمت معین نہیں' کوئی حدود معین نہیں دونوں کے اندر فرق ہے۔

الحمد للہ کہ ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' لاہور کے

فلسطین نمبر

کو رفقاء و احباب میں اس درجے قبول عام حاصل ہوا کہ دو ہفتوں کے اندر اندر اس کی تمام کاپیاں فروخت ہو گئیں جبکہ قارئین کی جانب سے اس کی مانگ مسلسل جاری ہے۔ ایسے حضرات جو اس کی مزید کاپیاں خریدنا چاہتے ہوں وہ جلد از جلد اپنا آرڈر بک کرا دیں

دعائے مغفرت

معتمد عمومی تنظیم اسلامی کے کم سن پوتے قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ لواحقین کے لئے صبر و استقامت کی دعا فرمائیں۔

بغیر محنت کئے ساکھ نہیں بنتی

امورِ مملکت کو خوش اسلوبی سے چلانے کے لئے محکمۂ پولیس کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ ہمارے ہاں پولیس کا نظام سامراجی دور سے مستعار شدہ ہے۔ ہمارے سابق آقاؤں نے پولیس نظام کو اس طرح وضع کیا تھا کہ محکوموں کو کنٹرول کرنے میں آسانی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ پولیس کا نام آتے ہی لوگ کان پر ہاتھ رکھتے ہیں گویا کہ یہ ایک بلا ہو جو اگر چمٹ گئی تو گلوخلاصی ممکن نہیں ہو گی۔ ہمارے معاشرے میں کرپشن نے تمام اداروں کو اپنی چنگل میں جکڑ رکھا ہے۔ اول تو پولیس والے بھی اسی معاشرے میں سانس لے رہے ہیں لہٰذا کرپشن کے جراثیم کا ان میں سرایت کرنا ناگزیر ہے' اس پر مستزاد یہ کہ "ایک تو کریلا اس پر نیم چڑھا" کے مصداق انہیں اختیارات بھی وسیع حاصل ہیں۔ اختیارات کے ناجائز استعمال سے پیدا ہونے والی صورتحال نے ان کے خوف کو معاشرے کے ہر طبقے کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ حکومتیں ان کے خلاف کوئی ایکشن لینے سے اس لئے معذور ہیں کیونکہ وہ خود پولیس کا ناجائز استعمال کرتی رہتی ہیں۔ البتہ عوام کو خوش کرنے کے لئے گاہے بگاہے پولیس اصلاحات جاری کرتی رہتی ہیں جن کے نتیجے میں پولیس پہلے سے زیادہ بااختیار ہو جاتی ہے۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے۔ ہر شریف آدمی پولیس سے دور بھاگتا ہے۔ اس قسم کی باتیں زباں زدِ عوام ہیں کہ "پولیس والا اپنے اپ کا بھی نہیں ہوتا" وغیرہ وغیرہ۔ آپ پریشان ہو رہے ہوں گے کہ آج مجھے کیا ہو گیا ہے' میں کیوں اپنی شامت بلانے پر تلا ہوا ہوں۔ تو دراصل بات یہ ہے کہ سالانہ اجتماع میں شرکت کے لئے ہم نے بذریعہ روڈ سفر کرا اہتمام کیا تھا۔ راستے میں کئی مقامات پر پولیس والوں کے اشاروں پر ہمیں گاڑی روکنی پڑی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس کے ہاتھ میں گاڑی کی اسٹیرنگ تھی' وہ عقل کی اسٹیرنگ پر بھی قابو یافتہ تھا۔ لہٰذا وہ انہیں دیکھتے ہی بلند آواز میں کہتا یہ تبلیغ والے ہیں اور لاہور اجتماع میں شرکت کے لئے جا رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ گرین سگنل دے دیتے۔ اب جب میں گھر واپس پہنچ چکا ہوں اور پولیس والوں کے ہمارے ساتھ رویئے پر غور کرتا ہوں تو دو باتیں ذہن میں ابھرتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ عموماً تبلیغ سے عوام ہی نہیں خواص بھی اس سے تبلیغی جماعت مراد لیتے ہیں۔ اس سے عوام میں ان کی دعوت کے نفوذ کا اندازہ باآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ جبھی پولیس والے بھی اس نسبت پر احتراماً نہ صرف راستہ دے دیتے ہیں بلکہ ان میں سے ایک نوجوان نے تو بڑی لجاجت سے کہا کہ دیکھئے ہم بڑے گنہگار لوگ ہیں۔ ہمارے حق میں بھی دعا کریں۔ بقول محترم رحمت اللہ بٹر صاحب کے ان پر لاکھ تنقید کی جائے کہ ان کے فہم دین کا تصور بہت محدود ہے وغیرہ' ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ اپنے تصورِ دین کو پھیلانے میں کتنے مخلص ہیں۔ اس کے لئے وہ کتنی محنت کرتے ہیں۔ اگر ان کے مقابلے میں اپنی کوششوں کا ایمانداری سے جائزہ لیں تو ہمیں اپنی محنت ان کے مقابلے میں عشر عشیر بھی نظر نہیں آئے گی۔ ہماری تنقید پر اگر تبلیغی جماعت والے دھیان نہیں

محمد سمیع' کراچی

دیتے تو اس کی وجہ ان کا یہ اطمینان ہے کہ لوگوں کو ان کی دعوت پر مکمل اعتماد ہے۔ بلکہ جب میں اس پر غور کرتا ہوں کہ ہم وہ لوگ ہیں جن کو یہ زعم ہے کہ ہمارے پاس دین کا مکمل تصور موجود ہے اور اس کے باوجود بھی اگر ہماری دعوت عوام میں پذیرائی حاصل نہیں کر سکتی ہے تو اس میں یقیناً ہمارا اپنا قصور ہے۔ ہم اپنی جماعت کی اہمیت عوام پر اب تک واضح نہیں کر سکتے ہیں۔ دیکھئے! ایک خریدار کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ بازار سے بہترین چیز خریدے خواہ اس کے لئے اسے کچھ زیادہ پیسے خرچ کیوں نہ کرنے پڑیں۔ ہم کیسے دوکاندار ہیں کہ ہمارے پاس بہترین مال موجود ہے لیکن خریدار اس سے کمتر شے پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔ ہم اس کی عموماً دو وجوہ بیان کرتے ہیں۔ اول یہ کہ ہمارا لٹریچر بہت ثقیل ہے۔ دوسرے یہ کہ عوام کے ذہنوں میں دین کے ایک خاص قسم کے تصور کا غلبہ ہے۔ لیکن اس کی ایک تیسری وجہ بھی ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ ہم نے اپنے مشن کو ایک چیلنج کے طور پر نہیں لیا۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر ہم بھرپور کوشش کرتے کہ اپنی دعوت کو اچھی طرح سمجھیں اور اس کے بعد اپنی زبان میں عوام تک پہنچائیں اور انہیں قائل کریں کہ دین کا یہ وہ تصور ہے جسے سمجھے اور قبول کئے بغیر آپ کے لئے چارہ نہیں اگر آپ دنیا میں امن و سکون کے ساتھ رہنا چاہتے ہوں اور آخرت میں بھی سرخروئی حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ ایک بہترین سیلز مین وہ ہے جو خریدار کو قائل کر سکے کہ جو پروڈکٹ وہ بیچ رہا ہے اس کی خریدار کو واقعی ضرورت ہے۔ اپنی دعوت کو سمجھئے اور پھر اس کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے آپ کے پاس جو بھی وسائل موجود ہوں' اس کے لئے کھپا دیجئے جب ہی بازار میں آپ کی ساکھ بن سکتی ہے۔ لیکن لگتی ہے اس میں محنت زیادہ۔

اور ہاں دوسری بات تو میں بھول ہی گیا۔ وہ یہ ہے کہ دنیا بھر کے پروپیگنڈے کے باوجود کہ پاکستان القاعدہ جیسی مبینہ طور پر دہشت گرد تنظیموں کا اڈہ بنتا جا رہا ہے اور اس کے حوالے سے ہمارے ایک مخصوص دانشور طبقے کی اس کوشش کے باوجود کہ دین کے لئے کام کرنے والوں کو بدنام کیا جائے' اگر ہمارے قانون نافذ کرنے والے اداروں کے افراد کے دلوں میں اللہ تعالیٰ دین کے لئے کام کرنے والوں کا احترام قائم رکھا ہوا ہے تو ہمیں اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے' دین کی سربلندی کے لئے اپنی جدوجہد کو تیز سے تیز تر کرنا چاہئے' مبادہ کوئی ایسا وقت آ جائے کہ ہمارے لئے وطن عزیز میں دین اور دینداروں کا نام بھی اپنے لبوں پر لانا مشکل ہو جائے۔ اصحاب بصیرت دیکھ رہے ہیں کہ ملک کو شعوری یا غیر شعوری طور پر اسی راہ پر لے جانے کی کوششوں کا آغاز ہو چکا ہے۔ جس طرح اخباری کالموں میں دین کے عمومی عقائد میں نقب لگانے کی کوششوں کا آغاز ہو چکا ہے۔ ہمیں ایسی کوششوں کو بھی غیر موثر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین و دنیا کی بھلائی عطا فرمائے۔ آمین

بانی تنظیم اسلامی **ڈاکٹر اسرار احمد** مدظلہ کی تالیف

ایجاد و ابداعِ عالم سے عالمی نظامِ خلافت تک

تنزل اور ارتقاء کے مراحل

☆ قیمت: ۲۴ روپے ☆ عمدہ طباعت ☆ صفحات ۶۰

ملنے کا پتہ: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن' لاہور

قرآن اکیڈمی' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-5869501

"پادریوں کے کرتوت"

نئی کتاب کا تعارف

ختم نبوت کی تحریک اور اُس کے ہم نوا اداروں کی جانب سے' کچھ عرصہ پہلے تک قادیانیت کی مدلل تردید اور پُرزور مزاحمت اُن کا شیوہ خاص رہا ہے' لیکن اب قادیانیت کے ساتھ ساتھ صیہونیت اور عیسائیت کے چہرے پر پڑے ہوئے اُس نقاب کی پردہ دری بھی اُن کے مشن میں شامل ہوگئی ہے جو عظیم انبیاء کرام حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی اِن اُمتوں کے مصنوعی ربیوں اور پادریوں نے ان کے خوبصورت اور معصوم چہرے پر ڈال رکھا ہے۔ ایک اشاعتی ادارے "انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف تحفظ ختم نبوت' لاہور کینٹ" نے اس موضوع پر فاضل محقق جناب محمد متین خالد کی متعدد تصانیف شائع کی ہیں۔

محمد متین خالد معروف دانشور ہیں اور انہیں بجا طور پر "ماہر ردِ قادیانیت" کہا جاتا ہے۔ قادیانیوں اور دیگر اسلام دشمنوں کو بے نقاب کرنے کے سلسلے میں انہوں نے قابلِ قدر علمی و تحقیقی کام کیا ہے۔ قادیانیوں کے کفریہ عقائد اور عزائم پر "ثبوت حاضر ہیں" اُن کی ایک شاہکار کتاب ہے۔ "شہیدانِ ناموس رسالت" "قادیانیت اُس بازار میں" "مولانا وحید الدین: اسلام دشمن شخصیت" "عیسائیت کے تعاقب میں" اور اُن کی دوسری تصانیف بھی اپنے اپنے موضوع پر تحقیقی شاہ پارے ہیں۔ زیر نظر کتاب "پادریوں کے کرتوت" اُن کی تازہ کاوش ہے۔ اس کے دیباچہ نویس ملک احمد سرور مدیر "بیدار ڈائجسٹ" لکھتے ہیں: "صلیبیوں کے عقائد و رسوم کو جاننے اور پادریوں کے اصل چہرے کو پہچاننے کے لئے یہ کتاب کسی انسائیکلوپیڈیا سے کم نہیں۔ اس کتاب کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے آپ کو برتر اور مہذب کہنے والی صلیبی دنیا درحقیقت ایک گندے نظریاتی نالے کی مخلوق ہے اور پادری اس گندے نالے کے وہ سانپ ہیں جو اسے مزید گندا اور زہریلا بنا رہے ہیں"۔

ظاہر ہے کہ ملک احمد سرور کا یہ قول ہر پادری کے اقوال و اعمال پر لاگو نہیں ہوسکتا' کیونکہ صاف و پاک دل رکھنے والے سچے پادریوں کی بھی کمی نہیں۔ اُن کی اس رائے کا اطلاق صرف ان پادریوں پر ہوتا ہے جو رہبانیت کی آڑ میں ہر قسم کی بے راہ روی میں مبتلا ہیں۔ اس کتاب میں ایسے پادریوں کی صرف جنسی زندگی اور عیش پرستی سے متعلق چالیس سے زیادہ مقالات جمع کئے گئے ہیں۔ لکھنے والوں میں مولانا نیاز فتح پوری' مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ' مولانا محمد تقی عثمانی' سید قطب شہید' ڈاکٹر غلام جیلانی برق' علامہ علی عباس جلال پوری' مولانا رحمت اللہ کیرانوی' چودھری مظفر حسین' محمد یونس حسرت' ملک احمد سرور' امام علاؤ الدین (امریکا)' پروفیسر سجاد میر اور دوسرے مشاہیر قلم شامل ہیں۔ مقالات کی سرخیاں مرکزی موضوع کی نشان دہی کرنے کے لئے کافی ہیں' مثلاً:

مسیحی شہوانیات۔ عیسائیت اور جنسیات۔ پادریوں کا جنسی جنون۔ رنگیلے پادریوں کے شیطانی کرتوت۔ عیسائیت' عورت اور جنسی جبلت۔ پوپ کی جنسی خرمستیاں۔ فحاشی کا عذاب یعنی ایڈز۔ اخلاقی زوال میں پادریوں کا کردار۔ ویلنٹائن ڈے۔ بائبل میں انبیاء کے گناہوں کی حقیقت۔ بائبل کی فحش تعلیمات۔ ظہورِ رہبانیت کے اسباب۔ جدید تہذیب کی خودکشی۔ کلیسا کے جرائم۔ کیتھولک پادریوں کی شرمناک حرکات۔ امریکی معاشرے کی اخلاقی حالت پر سابق امریکی صدر رچرڈ نکسن کا نوحہ۔ قرونِ وسطیٰ میں یورپ کی اخلاقی حالت۔ موجودہ مغربی دنیا کی اخلاقی حالت۔ وغیرہ۔

ان مقالات کے مرتب جناب محمد متین خالد اپنے تمہیدی مضمون میں لکھتے ہیں: "عیسائی دنیا کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے صلیب پر جان دے کر تمام عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کردیا ہے۔ اس عقیدے نے مذہب کی آڑ میں منافع بخش تجارت کی صورت اختیار کرلی' جسے ہر دور میں عروج حاصل رہا۔ گرجوں میں گناہوں کے معافی ناموں کی ایجنسیاں قائم ہیں۔ ہر گناہ کے لئے' اُس کی نوعیت کے مطابق' الگ الگ معافی ناموں کے مطبوعہ فارم بیچے اور خریدے جاتے ہیں' جن کے اوپر یہ عبارت درج ہوتی ہے: "تم پر خداوند یسوع کی رحمت ہو اور وہ تمہیں اپنے مقدس ترحم خسروانہ سے تمام گناہوں سے آزاد کردے"۔

معافی نامہ جاری کرنے والا پادری اس پر لکھتا ہے: "میں مسیح اور اُس کے بابرکت شاگرد پطرس پولس اور مقدس پوپ کی رُوح سے جو انہوں نے مجھے عطا فرمائی ہے' تمہیں آزاد کرتا ہوں' چاہے وہ کسی شکل کی ہو۔ حدود شکنی اور زیادتی خواہ وہ کیسی ہی مہیب اور شدید کیوں نہ ہو' وہ سزا تم سے اٹھا لیتا ہوں جو تمہیں تمہارے گناہوں کی پاداش میں جہنم سے ملنے والی تھی۔ باپ' بیٹا اور رُوح القدس کے نام پر جنت کی راہیں تم پر کشادہ ہوں"۔

"چرچ کے قوانین کی شق نمبر 1578 کے مطابق پادری خدا کی طرف سے نامزد کیا جاتا ہے یا خود خدا نامزد کرتا ہے۔ لہٰذا چرچ کے حالیہ جنسی سکینڈلز میں اب پادری (نعوذ باللہ) خدا کو قصور وار قرار دے رہے ہیں۔ گویا خدا ہی عیش پرستوں کو پادری مقرر کرتا ہے اور چرچ والے صرف اس کا وسیلہ بنتے ہیں۔ یہی وہ نظریہ ہے جس نے چرچ کے اخلاقی زوال کی بنیاد رکھی ہے۔ اب ہر پادری اپنے تمام برے اور غلیظ افعال کا ذمہ دار خدا کو ٹھہراتا ہے جس نے اُسے پادری کے منصب پر فائز کیا"۔

مرتب نے کتاب میں شامل پادریوں کے جنسی سکینڈلز کے ناقابلِ تردید واقعات جمع کئے ہیں اور مزید معلومات اور تحقیق کے خواہش مند شائقین کو انٹرنیٹ سے رجوع کرنے کی دعوت دی ہے۔ لکھتے ہیں: "انٹرنیٹ موجودہ دور کی وہ حیرت انگیز ایجاد ہے' جہاں آپ دنیا کے ہر موضوع پر خاصا مواد حاصل کرسکتے ہیں۔ انٹرنیٹ پر بڑی تعداد میں سرچ انجن ہیں جو ہر موضوع پر آپ کی نہ صرف رہنمائی کرتے ہیں' بلکہ بے شمار علمی مواد بھی فراہم کرتے ہیں۔ ان سرچ انجنوں میں Google` MSN Yahoo اور Altavista سرفہرست ہیں۔ یہ انکشاف قارئین کے لئے انتہائی دلچسپی کا باعث ہوگا کہ میں نے پادریوں کے جنسی کرتوتوں کے موضوع پر ریسرچ کے لئے جب انٹرنیٹ سے رجوع کیا تو میں یہ دیکھ کر حیرت کے سمندر میں ڈوب گیا کہ اس موضوع سے متعلق صرف ایک ویب سائٹ www.findarticles.com پر دس لاکھ سے زائد علمی و تحقیقی مضامین موجود ہیں۔ باقی لاتعداد سرچ انجن اور ویب سائٹس پر موجود (اس خاص موضوع کے متعلق) بے شمار مضامین اس کے علاوہ ہیں۔ وقت اور وسائل کی کمی کے پیش نظر میں ان دس لاکھ میں سے بہت کم مضامین سے استفادہ کرسکا ہوں۔ اس سائٹ پر ہر مضمون دو سے بارہ صفحات پر مشتمل ہے۔ اگر ہر مضمون اوسطاً پانچ صفحات کا شمار کیا جائے تو گویا یہاں پچاس لاکھ سے زائد صفحات کا مواد موجود ہے۔ ایک ضخیم کتاب عموماً 500 صفحات پر مشتمل ہوتی ہے' اس طرح ان صفحات سے دس ہزار کتابیں آسانی سے تیار ہوسکتی ہیں' جن کو ایک بڑی لائبریری جتنی جگہ درکار ہوگی۔ ان ناقابل تردید حقائق اور مستند شواہد کی موجودگی میں آپ چرچ اور اس سے متعلقہ پادریوں اور ننوں کی مسخ شدہ اخلاقی حالت کا اندازہ خود کر سکتے ہیں"۔

زیر نظر کتاب کا ہر صفحہ اور ہر پیراگراف انتہائی دلچسپ' عبرت انگیز اور چشم کشا حقائق و معلومات سے پُر ہے جو اس کتاب کی اشاعت سے پہلے شاید ہی کسی کے مطالعے اور علم میں آئے ہوں۔ (تبصرہ نگار: سید قاسم محمود)

پورا ہفتہ رواں عراق پر امریکا اور اُس کے حواریوں کی جارحیت کی نذر ہو گیا۔ سوائے ایران اور شام کے‘ جتنے بھی اسلامی ممالک عراق کی سرحدوں سے متصل ہیں‘ مثلاً اردن‘ کویت‘ قطر‘ بحرین وغیرہ انہوں نے امریکی افواج کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔

17 مارچ‘ پیر: پرتگال کے جزیرے ازورس میں امریکا اور اُس کے دو بڑے اتحادی ممالک یعنی برطانیہ اور سپین نے عراقی بحران کے سفارتی حل کے لئے آج (پیر کو) آخری دن قرار دیتے ہوئے صدر صدام حسین کو واضح الٹی میٹم دے دیا ہے کہ اگر وہ خود کو فوری اور غیر مشروط طور پر غیر مسلح نہ کریں گے تو جنگ ہو گی۔ امریکا کے صدر بش‘ برطانیہ کے وزیراعظم ٹونی بلیئر اور سپین اور پرتگال کے وزرائے اعظم نے مشترکہ پریس کانفرنس میں یہ الٹی میٹم دیتے ہوئے کہا کہ آج کا دن دنیا کے لئے سچ کا لمحہ ثابت ہو گا۔ صدام حسین نے ہزاروں عراقیوں کو قتل کرایا۔ وہ اب کوئی بھی جرم کر سکتا ہے۔ صدام کو پہلے بھی کئی مواقع دیئے جا چکے ہیں۔ امریکا نے ترکی کو 15 ارب ڈالر کا امدادی پیکج واپس لے لیا اور اُسے جنگ کی دھمکی دے دی۔ امریکی وزیر خارجہ پاول نے کہا کہ اب ہمیں سلامتی کونسل میں جانے کی ضرورت نہیں‘ کیونکہ اختلافات اتنے گہرے ہیں کہ سلامتی کونسل کے مزید اجلاس کی ضرورت نہیں۔ لیکن رُوس‘ فرانس اور جرمنی نے سلامتی کونسل کا اجلاس بلانے کے لئے کہا ہے۔ صدر بش نے یہ بھی کہا کہ اگر سلامتی کونسل نے عراق کے خلاف جنگ کی قرارداد منظور نہ کی تو وہ اقوامِ متحدہ کی تشکیلِ نو کے لئے اقدامات کریں گے۔

18 مارچ‘ منگل: امریکا نے سلامتی کونسل میں قرارداد مسترد ہونے کے خطرے سے بچنے کے لئے وہ قرارداد واپس لے لی‘ جس میں عراق کے خلاف مسلح جنگ کے لئے کہا گیا تھا۔ امریکا نے کہا کہ سلامتی کونسل اپنے امتحان میں فیل ہو گئی۔ قرارداد نمبر 1441 ہمیں کارروائی کا حق دیتی ہے...... ادھر عراق کے صدر صدام حسین نے امریکا کو خبردار کیا ہے کہ حملے کی صورت میں وہ واشنگٹن کے خلاف جنگ کو پوری دنیا میں پھیلا دیں گے۔ امریکا کو جان لینا چاہئے کہ جب وہ عراق کے خلاف جنگ شروع کرے گا تو پھر اُس کے خلاف دنیا میں ہر اُس مقام پر جنگ ہو گی جہاں آسمان‘ زمین اور پانی موجود ہے...... برطانیہ کی پارلیمنٹ کے موجودہ قائدِ ایوان اور سابق وزیر خارجہ رابن کک نے وزیراعظم ٹونی بلیئر کی عراق پالیسی کے خلاف احتجاجاً استعفیٰ دے دیا۔ انہوں نے کہا کہ عالمی حمایت کے بغیر عراق کے خلاف جنگ میں شامل ہونے کے خلاف استعفیٰ دے رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ جنگ کو برطانوی عوام کی حمایت حاصل نہیں۔

19 مارچ‘ بدھ: اسرائیلی وزیراعظم ایریل شیرون نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ ”ہر جگہ طاقت کا استعمال“ امریکا اور اسرائیل کی مشترکہ پالیسی ہے۔ اسرائیل بلیک میلنگ کے آگے گھٹنے نہیں ٹیکے گا۔ جو ہمیں ختم کرنے کی کوشش کرے گا‘ ہم آگے بڑھ کر اُس کا قلع قمع کر دیں گے۔ ہم پہلے بھی ثابت کر چکے ہیں کہ بدی کے لئے کوئی پناہ گاہ ہے نہ ہو گی۔

20 مارچ‘ جمعرات: امریکی الٹی میٹم کی مدت پاکستانی وقت کے مطابق آج جمعرات صبح 6 بجے ختم ہو گئی۔ امریکی صدر بش نے تازہ اور نیا اعلان کیا کہ اب صدام حسین عراق چھوڑ کر جائیں یا نہ جائیں‘ عراق پر قبضہ ضرور کریں گے۔ الٹی میٹم کا وقت ختم ہونے پر امریکی طیاروں نے عراق کے جنوبی علاقے میں دس اہداف کو نشانہ بناتے ہوئے طیارہ شکن توپوں‘ زمین سے زمین پر مار کرنے والے میزائلوں اور فضائی دفاعی نظام پر بمباری کی۔ اتحادی فوج پیش قدمی کرتے ہوئے کویت کی سرحد سے ملحقہ عراق کے غیر فوجی علاقے میں داخل ہو گئی۔ 1991ء کی خلیجی جنگ میں غیر فوجی علاقہ 5 کلو میٹر کویت کی سرحد کے اندر اور دس کلو میٹر عراق کے اندر بنایا گیا تھا...... امریکی فوج نے قطر میں ایک ویڈیو فلم جاری کی ہے جسے عربی میں ریڈیو اور ٹی وی پر نشر کیا گیا ہے۔ اس فلم میں عراقی دفاعی تنصیبات‘ تیل کی تنصیبات‘ صدام حسین اور اہم رہنماؤں کو ہدف کے طور پر دکھایا گیا۔ امریکی فوج سرحد عبور کر گئی...... اقوامِ متحدہ کے چیف اسلحہ انسپکٹر ہانس بلکس نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ ہمیں معائنے کا کام ادھورا چھوڑنا پڑا۔ عراق پُر امن پر غیر مسلح ہونا چاہتا تھا‘ مگر اس کو موقع نہیں دیا گیا۔ تعاون کی عراقی کوششوں کو سراہا جانا چاہئے۔ ہمیں تو کچھ نہیں ملا‘ دیکھیں امریکیوں کو کیا ملتا ہے۔ انہوں نے بی بی سی سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ امریکا فضائی حملوں سے جنگ نہیں جیت سکتا۔ زمین پر لڑنا بہت مشکل ہو گا۔ جنگ امریکی اندازوں سے زیادہ بھیانک اور طویل ہو گی۔ امریکیوں کو عراقی شہریوں سے بھی لڑنا ہو گا۔ جنگ پھیل جائے گی...... امریکی حکومت نے جنگ شروع ہوتے ہی امریکی عوام کو خبردار کیا ہے کہ وہ لاشیں وصول کرنے کے لئے تیار رہیں۔

21 مارچ‘ جمعہ: صدام حسین اور اُن کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے پہلے حملے میں 42 سے زیادہ کروز اور گائیڈڈ میزائل پھینکے گئے۔ دوسرے فضائی حملے سے ری پبلکن گارڈ کے ہیڈ کوارٹر سمیت کئی عمارتیں منہدم ہو گئیں...... عراق نے کویت میں موجود اتحادی فوجوں پر سکڈ میزائلوں سے حملے کئے۔ شمالی کویت پر تین تین ٹن وزنی دو عراقی سکڈ میزائل گرنے کے بعد نہ صرف کویت کے شمالی صحرائی علاقے میں بلکہ کویت شہر میں بھی ”گیس الرٹ“ جاری کر دیا گیا...... صدر بش نے جنگ شروع ہونے پر اپنی نشری تقریر میں کہا کہ جنگ طویل اور مشکل ہو گی...... صدر صدام حسین نے اپنی نشری تقریر میں کہا کہ امریکا کا حملہ عراقی عوام‘ اسلام اور انسانیت کے خلاف جرم ہے‘ جس کے پیچھے یہودی قوتیں کام کر رہی ہیں۔ ہم مزاحمت کریں گے اور ذلت و رسوائی میں گھرے ہوئے دشمنوں کو شکست دیں گے۔

22 مارچ‘ ہفتہ: بغداد‘ بصرہ‘ موصل اور کرکوک پر امریکی اتحادی فضائیہ کی بدترین بمباری ہوئی۔ بی 52 طیاروں کی کارپٹ بمباری‘ ٹام ہاک‘ کروز‘ ایس اے 2‘ ایس اے 7 میزائل اور تین ہزار لیزر گائیڈڈ بم تینوں شہروں پر برسائے گئے۔ 250 اہداف کو نشانہ بنایا گیا۔ ”بموں کی ماں“ کی بھی بارش ہوئی۔ صدام حسین کا محل اور عمارتیں تباہ کر دی گئیں۔ تین محاذوں پر گھمسان کی جنگ‘ لیکن اتحادی فوج کو کامیابی نہ ہوئی...... ترکی نے اپنی فضائی حدود امریکی و برطانوی طیاروں کے لئے کھول دیں...... امریکی جارحیت کے خلاف دنیا بھر میں زبردست احتجاجی مظاہرے جاری رہے۔ واشنگٹن‘ نیویارک‘ شکاگو اور بوسٹن سمیت متعدد امریکی شہروں میں ہزاروں افراد نے مظاہرے کئے۔ سول نافرمانی کی تحریک کے دوران سڑکیں بلاک کی گئیں۔ ٹرینوں پر پتھراؤ کیا گیا۔ پولیس سے جھڑپوں کے بعد صرف سان فرانسسکو میں تیرہ سو افراد گرفتار ہوئے۔ جرمنی‘ اٹلی‘ انڈونیشیا‘ پاکستان‘ آسٹریلیا‘ جاپان‘ کینیڈا‘ ارجنٹائن‘ مصر‘ اردن‘ سپین‘ ایکواڈور‘ پیرو‘ یونان‘ برطانیہ‘ چلی اور دوسرے ملکوں میں بڑے مظاہرے ہوئے۔ صدر بش اور وزیراعظم ٹونی بلیئر کے پتلے نذرِ آتش کئے گئے اور ”جنگ نامنظور“ کے نعرے بلند کئے گئے۔

23 مارچ‘ اتوار: عراقی فوج نے بغداد کے گرد کھودی گئی خندقوں میں تیل چھوڑ کر آگ لگا دی۔ شہر پر دھوئیں کے بادل چھا گئے...... دنیا بھر میں جنگ کے خلاف مظاہرے جاری ہیں۔ برطانیہ میں جمہوریت کی قبر پر پھول چڑھائے گئے۔ لندن میں لاکھوں افراد کا ہائیڈ پارک تک مارچ‘ اٹلی میں ایک لاکھ سے زائد کسانوں کا احتجاجی مظاہرہ ہوا۔ بنگلہ دیش میں ہڑتال اور جلوس سے زندگی مفلوج ہو گئی۔ آسٹریلیا‘ نیوزی لینڈ‘ انڈونیشیا‘ یمن‘ مصر‘ تھائی لینڈ‘ جاپان‘ فلسطین‘ سوڈان‘ لبنان‘ شام‘ اردن اور دوسرے ممالک میں بھی احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ آج لاہور میں بھی تاریخی ملین مارچ ہو گا۔ پاکستان کے عوام کے جذبات کے پیشِ نظر وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی نے امریکا‘ برطانیہ اور فرانس کا دورہ ملتوی کر دیا۔ آج 23 مارچ کو ”یوم پاکستان“ پر فوجی پریڈ اور سیف گیمز بھی منسوخ کر دیئے گئے۔

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی لاہور کا نئے رفقاء کے اعزاز میں ظہرانہ

تنظیم اسلامی لاہور نے گزشتہ چھ ماہ میں قافلہ تنظیم اسلامی میں شرکت اختیار کرنے والے رفقاء تنظیم اسلامی کے اعزاز میں 2 فروری بروز اتوار بمقام مرکزی دفتر تنظیم اسلامی گڑھی شاہو میں ظہرانے کا اہتمام کر کے نئی اور خوش آئند روایت کا آغاز کیا۔ اس محفل میں 30 سے زائد نئے رفقاء تنظیم تشریف لائے۔ شرکاء نے پروگرام کے آغاز میں اپنا تفصیلی تعارف کروایا۔ اس موقع پر امیر تنظیم اسلامی لاہور مرزا ایوب بیگ صاحب نے رفقاء تنظیم اسلامی کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اقامتِ دین کی جدوجہد میں شمولیت اختیار کرنے پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے' کیونکہ اس وقت اللہ کی رضا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ اقامتِ دین کی جدوجہد ہے۔ اس وقت یہ جدوجہد نہایت اہمیت اختیار کر چکی ہے کہ جب پوری دنیا کے مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اور عالمِ کفر مسلمانوں کو جڑ سے اکھاڑنے کے درپے ہے۔ امریکہ اور دوسری طاغوتی قوتیں مسلمانوں کے معدنی وسائل پر قبضہ کر کے انہیں غلام بنانا چاہتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے کسی ایک ملک میں بھی اللہ کا دین نافذ نہیں کیا۔ اگر ہم قرآن کے مردِ مومن کہلانا اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں سمع و طاعت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے حقیقی نفاذِ اسلام کے لئے اپنا تن' من اور دھن قربان کرنا ہوگا۔ اور اگر دین کا نفاذ ہماری زندگیوں میں مکمل نہ بھی ہوا' تو کم از کم نفاذِ اسلام کی جدوجہد کرنے کے بدلے میں ان شاء اللہ' ہم اُخروی فلاح ضرور حاصل کر لیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے تحفظ ہی نہیں بلکہ ہماری بقا کا انحصار بھی ملک میں نفاذِ اسلام سے مشروط ہے۔

ناظمِ اعلیٰ تنظیم اسلامی محترم اظہر بختیار خلجی نے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا کہ دین کے قیام کی جدوجہد کرنے والے افراد نہایت خوش قسمت ہیں۔ اور روزِ قیامت چونکہ ہر شخص کو بارگاہِ الٰہی میں اپنی انفرادی حیثیت میں پیش ہونا ہے' لہٰذا ہمیں نیک نیتی سے انفرادی و اجتماعی سطح پر دین کے نفاذ کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس مقصد کے لئے تنظیم اسلامی بہترین پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیطانی منصوبوں کے خلاف صراطِ مستقیم پر چلنے کی جدوجہد اصل جہاد ہے۔ نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد شرکاء کو ظہرانہ پیش کیا گیا۔ شعبہ نشر و اشاعت لاہور نے اس پروگرام میں اکابرین تنظیم کی تقاریر کا پریس ریلیز اخبارات کو جاری کیا۔ (رپورٹ وسیم احمد)

حلقہ سرحد شمالی کا شب بسری پروگرام

حلقہ سرحد شمالی کا شب بسری پروگرام حسبِ معمول 8 مارچ کو منعقد ہوا جس میں باجوڑ' دیر بالا' تیمر گرہ' بٹ خیلہ اور سوات کے رفقاء شریک ہوئے۔ پروگرام نمازِ عصر کے فوراً بعد شروع ہوا' ڈاکٹر فیض الرحمان نے قرآن مجید کے حقوق پر تقریباً 40 منٹ مفصل گفتگو کی جسے ایک منفرد انداز میں پیش کیا گیا۔

مغرب چائے سے پہلے اور تعارف کی نشست ہوئی' جس میں چائے پینے کے ساتھ ساتھ باہمی تعارف بھی کرایا گیا۔

بعد نمازِ مغرب علی شیر صاحب نے فرائضِ دین کے جامع تصور پر ایک جامع انداز میں بات کی۔ عشائیہ اور نمازِ عشاء کے بعد فرمانِ رسولؐ کے عنوان سے درسِ حدیث کا پروگرام تھا' جس کو نبی محسن صاحب نے ادا کیا۔ فرمانِ رسولؐ کے بعد شوکت اللہ شاکر صاحب نے اقبال اور قرآن کے موضوع پر قرآنی آیات اور اقبال کے اشعار سے ایک دل خوش کن انداز میں بات کی۔

اس کے بعد رفقاء کے مابین ایک مقابلہ کیا گیا جس میں راقم نے قرآن مجید کے حقوق نامی کتابچے سے سوالات کئے۔ اگلے روز نمازِ فجر کے بعد مولانا احسان الحق صاحب نے درسِ قرآن دیا۔ ناشتہ کے بعد آئندہ شب بسری کے لئے مشاورت باہمی سے پروگرام تشکیل دیا گیا۔ دعا پر یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔
(مرتب: شاہ وارث' معتمد تنظیم اسلامی' حلقہ سرحد شمالی)

اُسرہ دیر کا ایک روزہ دعوتی اجتماع

تنظیم اسلامی اُسرہ دیر کے زیرِ اہتمام ایک روزہ دعوتی اجتماع بروز ہفتہ 15-03-03 کو بمقام مسجد بلال منعقد ہوا۔ اجتماع کی پہلی نشست بعد از نمازِ عصر شروع ہوئی۔ تنظیم اسلامی بی بیوڑ کے امیر جناب ممتاز بخت صاحب نے فرائضِ دینی کے جامع تصور پر مفصل خطاب فرمایا۔ اس نشست میں تقریباً 120 افراد نے شرکت کی اور بڑے انہماک سے بات سنی۔ بعد میں مشورہ ہوا کہ بازار میں تعلیم یافتہ حضرات کو دعوت دینے کے لئے گشت لگایا جائے۔ راقم' ممتاز بخت صاحب اور اسرہ گنوڑی کے نقیب جناب لائق سید صاحب نے مختلف مقامات میں تعلیم یافتہ لوگوں کو پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔ دوسری نشست بعد از نمازِ مغرب میں ناظم حلقہ سرحد شمالی جناب مولانا غلام اللہ حقانی صاحب نے ''اُمتِ مسلمہ کی زبوں حالی اور ہماری ذمہ داری'' کے موضوع پر تفصیل سے خطاب فرمایا۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ قرآن حکیم میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل کی نافرمانی پر دو مرتبہ اُن پر غضب نازل ہوا اور ان کو مغضوب علیہم قرار دیا گیا' بعد ازاں اُن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے امتِ مسلمہ نے بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا شروع کر دی۔ خصوصاً مسلمانانِ عرب آج کل ہر طرف سے غیر مسلموں کے ہاتھوں ذلت کا شکار ہیں۔ اس کے بعد نمبر مسلمانانِ پاکستان کا ہے۔ جن کو عنقریب ایک بڑے عذاب سے سابقہ پیش آنے والا ہے۔ (العیاذ باللہ) مولانا صاحب نے فرمایا کہ اگر ہم بحیثیت امتِ مسلمہ کے اب بھی بیدار ہو جائیں اور فرداً فرداً اور پھر اجتماعی توبہ کر لیں۔ اور وہ بھی توبۃ النصوح' تو شاید کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا ہم سے ٹل جائے۔

اس نشست میں قریباً 60 افراد نے بڑی دلچسپی سے بات سنی۔ اگلی نشست بعد از نمازِ عشاء درسِ حدیث پر مشتمل تھی' جناب مولانا احسان الحق نے حضورﷺ کا وہ قول سنایا' جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تمام مشارق اور مغارب کو لپیٹ دیا اور میں نے ان سب کو دیکھ لیا۔ جس پر میری اُمت کی حکمرانی ہوگی۔ اس نشست میں بھی قریباً 35 افراد نے شرکت کی۔ پروگرام کے اگلے روز بعد از نمازِ فجر مولانا غلام اللہ صاحب نے درسِ قرآن دیا۔ آپ نے سورۃ الحدید کے حوالے سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام رُسل کو واضح دلائل اور ایک میزان کے ساتھ بھیجا' تاکہ وہ لوگوں میں عدل و قسط قائم کریں۔ اس نشست میں قریباً پچیس افراد نے شرکت کی۔ اور اس کے ساتھ ہی ''ایک روزہ دعوتی اجتماع'' اختتام پذیر ہوا۔ اس اجتماع میں دیر کے 7 رفقاء کے علاوہ بی بیوڑ تنظیم کے امیر اور اُسرہ گنوڑی کے نقیب اور ایک رفیق نے بھی شرکت کی۔

(رپورٹ: سعید اللہ خان)

تنظیم اسلامی حلقہ بہاولنگر و بہاولپور کا ماہانہ تربیتی پروگرام

اس پروگرام کا آغاز 13 مارچ بروز جمعرات بعد نمازِ مغرب مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی میں ہوا۔ جس میں پہلا درسِ قرآن بعد نمازِ مغرب محترم جناب ذوالفقار علی صاحب نے ایمان کے موضوع پر دیا۔ جس میں انہوں نے بتایا کہ انسان کا مقصدِ حیات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور نجاتِ اخروی ہے۔ اور اس کی شرطِ اول ''ایمان'' ہے۔

اس کے بعد رفقاء کو دعوتِ طعام کے لئے وقفہ کی اجازت دی گئی اور پھر اس کے بعد عشاء کی نماز ادا کی گئی۔ بعد نمازِ عشاء جناب حافظ بشیر احمد صاحب نے زبان کی حفاظت کے موضوع پر درس دیا۔ ان کے بعد جناب حافظ لیاقت علی صاحب نے تمام رفقاء تنظیم کو ''کلمہ شہادت'' اور ایمان مجمل اور ایمان مفصل ترجمے کے ساتھ پڑھائے۔ بعد ازاں رفقاء کو بورڈ پر آ کر ان ایمانیات کو دہرانے کے لئے کہا گیا۔ اس کے بعد چائے پیش کی گئی۔ اس وقت ساڑھے دس بج چکے تھے' چنانچہ رفقاء سونے کے لئے اپنی اپنی خوابگاہوں کی طرف چلے گئے۔ صبح 4.00 بجے رفقاء کو جگایا گیا تاکہ وہ تہجد کی نماز ادا کریں۔ نمازِ تہجد سے فارغ ہو کر محترم جناب نثار احمد شفیق صاحب نے رفقاء کو مسنون دعائیں سکھائیں اور پوری نماز ترجمے کے ساتھ پڑھائی۔

نمازِ فجر کے بعد محترم جناب محمد منیر احمد صاحب نے دین کا جامع تصور پر درسِ قرآن دیا۔ اس کے ساتھ ہی ماہانہ تربیتی پروگرام اختتام کو پہنچا اور سب شرکاء اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ (رپورٹ: وقار اشرف)

Jonathan Marshall, ***"Cocaine Politics - Drugs, Armies and the CIA in Central America*** (University of California Press, 1991), which tells how the CIA works with narcotics traffickers, and then fights to suppress the truth. It concludes, the US government "is one of the world's largest drug pushers."

Also see, ***"Gary Web, "Dark Alliance: the CIA, the Contras, and the Crack Cocaine Explosion"*** which gives names, dates, places, and dollar amounts to build a towering wall of evidence in support of his argument.

Cellerino Castillo, ***"Powder Burns: Cocaine, Contras & The Drug Connection*** (1992), is yet another book by a retired DEA agent

Ryan Mark Zepezauer, ***"The CIA's Greatest Hits (The Real Story)***." According to the author, by 1970 the US was flooded with pure Asian heroin; some of it was even smuggled back into the country in the corpses of US soldiers...... The CIA airline, Air America, ran weapons to Hmong armies in Laos and brought their opium crop back out to market. Some of these massive profits were laundered in Australia and then used to finance other CIA operations..... The Nicaraguan contras were partially funded by cocaine operations, smuggled to and from the US on customs-free supply flights. CIA assets in Honduras, Costa Rica, El Salvador and Panama helped to facilitate the trading."

Michael Levine, Laura Kavanau-Levine, ***"The Big White Lie: the Deep Cover Operation"*** exposes the CIA's exploitation and the "deadliest lie" ever perpetrated by the US government — the War on Drugs.

(2) *Dawn* report, ISI criticized at US Senate hearing, March 22, 2003

(3) Charles Clover, "Afghan poppy farmers resist attempts to destroy crop..," *Financial Times*; Apr 10, 2002

(4) According to Paul Johnson, ***Modern Times*** (New York: Harper Perenial, 1991 rev. ed., p.782), "By the end of the 1980's it was calculated that the illegal use of drugs in the United States now netted its controllers over $110 billion a year." Just one CIA drug ring that of Rafael Caro Quintero and Miguel Angel Felix Gallardo based in Guadalajara, Mexico was smuggling four tons a month into the US during the same period! Other operations including Manuel Noriega (Panama), John Hull (Costa Rica), Felix Rodriguez (El Salvador), Juan Ramon Matta Ballesteros (Honduras) and elements of the Guatemalan and Honduran military were dealing close to two hundred tons a year or close to 70% of total US consumption at the same time!

(5) US District Court transcripts for the BCCI related case: US Vs Amjad Awan et al 88-330-Cr-T-13(B)
R48-791-49, 50
R67-1136-160, 161 and 162
R83-881-26,27, and 28
GE 3193

(6) Robert Bonner , CBS "60 MINUTES" Show, November 21, 1993.

(7) For more information in this regard, see *The Politics of Heroin in Southeast Asia* by Alfred W. McCoy with Cathleen B. Read and Leonard P. Adams II (http://www.drugtext.org/library/books/McCoy/) and *The Politics of Heroin: CIA Complicity in the Global Drug Trade* by Alfred W. McCoy (http://www.ftrbooks.net/conspiracy/cia/heroin_politics.htm)

(Courtesy: The Nation 25-03-2003)

بقیہ : اداریہ

انتظامیہ کی باگیں یہودیوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ یہ کہا گیا ہے کہ امریکہ میں **84** عہدے ایسے ہیں جو امریکی پالیسی کا رخ متعین کرتے ہیں اور ان میں سے **67** عہدوں پر یہودی قابض ہیں' گویا امریکیوں کے مفادات کو اسرائیلی مفادات کے لئے قربان کیا جا رہا ہے۔ پھر یہ کہ اس وقت دنیا میں چھپن اسلامی ممالک ہیں جہاں امریکہ گالی بن چکا ہے۔ عراق کو شکست سے دوچار کرنے کے بعد اور بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجانے سے امریکہ کی تصویر مزید مسخ ہو جائے گی۔

قدیم دور کے کسی چینی فلاسفر کا ایک قول حال ہی میں اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرے پاس تین خزانے ہیں جن کی میں حفاظت کرتا ہوں۔ ایک تو میرے اندر لوگوں کے لئے ہمدردی ہے۔ دوسری میری معاشی حالت اور تیسری میری عاجزی۔ یعنی میں لوگوں سے ہمدردی کرتا ہوں لہٰذا دنیا میری دشمن نہیں ہے۔ میں ہوس زر میں مبتلا نہیں ہوں لیکن میں اپنی معاشی حالت کو درست رکھتا ہوں تاکہ کسی کا محتاج بن کر نہ رہ جاؤں۔ اور میں عاجزی اختیار کرتا ہوں اور مجھے اپنی حدود کا ادراک ہے لہٰذا میں تجاوز نہیں کرتا۔ اگر غور کیا جائے تو آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچا جا سکتا ہے کہ جب کسی قوم نے یہ تین سنہری اصول ترک کئے' وہ پہلے دنیا کے لئے تباہی کا باعث بنی اور پھر خود تباہ ہو گئی۔ آج امریکہ ان تینوں خصوصیات سے عاری ہے۔ اگر اسے لوگوں سے ہمدردی ہوتی تو کبھی ''بموں کی ماں'' کو بچوں کی ماؤں پر نہ آزماتا اور یوں لوگ کروڑوں کی تعداد میں اس کے خلاف سڑکوں پر نہ نکلتے۔ درحقیقت انسانی ہمدردی کا نام لینے والا امریکہ انسانوں کے خون کا پیاسا ہو گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسے مستقبل قریب یا بعید میں اپنی معیشت زوال پذیر نظر آتی ہے۔ وہ اپنی معیشت کو جائز اور حکیمانہ انداز میں درست کرنے کی بجائے غنڈہ گردی پر اتر آیا ہے اور اس نے ایک ڈاکو کا روپ دھار لیا ہے۔ ڈاکو سے خوف تو کھایا جاتا ہے لیکن معاشرہ اس سے نفرت کرتا ہے۔ جہاں تک عجز کا تعلق ہے' امریکہ سپر پاور بنتے ہی اس سے لاتعلق ہو گیا تھا۔ کبر اور نخوت بارش کی طرح برستی رہتی ہے۔ اور کبر اللہ کی چادر ہے۔ جس نے اس چادر پر ہاتھ ڈالا' دنیا نے اسے بالآخر ذلیل و رسوا ہوتے دیکھا۔ امریکی انتظامیہ جس یہودی لابی کی شہہ پر دنیا بھر سے تصادم مول لے رہی ہے وہ اپنی خصلت کے مطابق امریکہ پر برا وقت آنے پر سب سے پہلے اسے ہی ڈسے گی۔

ہم آخر میں اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر اس وقت جو بموں کی بارش ہو رہی ہے اس میں سے ان کے لئے خیر برآمد ہو جائے۔ بھولے ہوئے راہی واپس صراط مستقیم پر آ جائیں۔ ہم وہ راہ اختیار کر لیں جو ہمارے اسلاف کی راہ تھی' جس پر چل کر انہوں نے بے سروسامانی کے باوجود بڑی بڑی سلطنتوں کو اپنے قدموں تلے روند ڈالا لیکن پھر بھی دشمن دل سے ان کی عزت کرتے تھے کیونکہ انہوں نے دنیا میں امن اور انصاف کا بول بالا کیا تھا۔ امن اور انصاف بلاتمیز مذہب ہر انسان کا حق ہے۔ انسانوں کو یہ حق دلانا مسلمانوں کا فرض ہے لیکن اس عظیم فرض کی انجام دہی کے لئے پہلے خود حقیقی مسلمان ہونا لازم ہے۔ اے کاش ہم اس حقیقت سے آشنا ہو جائیں۔ اے کاش!!

ضرورت رشتہ

ایم اے (اردو)' **22** سالہ' سرگودھا کی رہائشی لڑکی کے لئے دینی مزاج کا مناسب رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: معرفت سردار اعوان **36**۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

agenda, such as its role in framing editor in Chief of the *Frontier Post*. However, there is no evidence that ISI got involved with CIA to the extent of SIN (the CIA created unit in Haitian Army). In 1986, the CIA created SIN to fight cocaine trade. However, according to its undeclared objectives, SIN quickly got involved in the CIA-protected biggest drug dealing operations in the Caribbean region.

Even if some military or ISI officials have been involved in drug trafficking on personal level, it needs a Herculean effort to counter US propaganda and make public believe that the amount of privately smuggled drugs into US is no more than a fraction of the amount trafficked by the US agencies.[4] According to *San Diego Union-Tribune* (August 13, 1996), Celerino Castelo -- a former DEA agent -- stated that together with three other ex-DEA agents, they were willing to testify in Congress regarding their direct knowledge of CIA involvement in international drug trafficking. Castillo estimates that approximately 75% of narcotics entered the US with the acquiescence or direct participation of US and foreign CIA agents.

Other than baseless accusations, the US has no evidence to prove our armed forces guilty of drug trafficking for its own sustainability. On the other hand irrefutable evidence is available to show that the CIA has funded most of its covert operations — like the one used for shutting down BCCI — with drug money, earned through organized selling of drugs to its own people. According to the court transcripts of BCCI case: "By late 1987, the agents had passed approximately $2.2 million derived from Don Chepe's [Colombian drug lord] proceeds through the IDC account, and had split the 7-8% commission profit with Mora [an established money launderer in Colombia] and Don Chepe's representative Javier Ospina, without telling any BCCI officers about drugs."[5]

Rep Dana Rohrabacher, a Republican from California, who showed too much interest in ISI's role in drug trafficking the other day, also needs to take a little pain to inform the public about the US politicians, agencies, and their friends involvement in the drug trade. In the second week of October 1994, at a press conference even her former president, Bill Clinton, momentarily took on ghastly pallor when queried by the stalwart of Washington press corps, Sara McClendon. She claimed that the Bush administration and the CIA established an operation in early 80's to ship drugs into the US. She wanted to know what Clinton knew about CIA's arms-drug shipments through Mena airport in South Arkansas -- Clinton's home state.

Clinton said he knew nothing. Since it was a federal matter "the state really had next to nothing to do with it" said Clinton. "Everybody who's ever looked into it knows it."

Just *two* days later, Evans Pritchard, Washington Bureau Chief for the ***Sunday Telegraph*** London wrote that Clinton, like his predecessors, knew a good deal more about drug-arms shipments in Mena and the CIA's involvement. He wrote in October 9 issue of ***Sunday Telegraph*** that by that time Arkansas "was close to becoming a narco-republic -- a sort of mini-Colombia, within the borders of the United States."

According to Judge Robert Bonner, head of the DEA until 1993, a ton of pure cocaine, smuggled into US by the CIA in partnership with the Venezuelan National Guard, went into the hands of another US agency and the story got public.[6] Who knows how many other such shipments were successfully made without the mistaken interception by another agency.

Unfortunately, anyone trying to expose the US agencies involvement in drug trade is considered as having "jaded view" about American intelligence agencies. Compared to such individual views, we must not forget that the US administration has a "jaded view" of Pakistan and the whole country is being victimised for that. Why don't the US Senators have a look at what John Stockwell, the highest ranking official of the CIA to ever leave the Agency and go public, has to say: "For twenty years, the CIA was helping the Kuomintang to finance itself, and then to get rich, smuggling heroin. We put (in) Air America, the CIA subsidiary – it would fly in with crates marked 'humanitarian aids' which were arms, and it would fly back out with heroin. And the first target – market – of this heroin was the US GIs in Vietnam."[7]

The CIA makes partners for dealing drugs; they profit together for some time and then it discredits and discards them once the purpose is served. Haiti is the recent example where CIA was in deep connection with the paramilitary group FRAPH and Warren Christopher confirmed that Emmanual Constant, head of FRAPH, and Michael Francois, the Haitian police Chief were on CIA's pay-role. Drugs, undoubtedly, was the common ground of understanding between them.

The same might be true for ANF and some officers of ISI but it is not true for Pakistan army as an institution. Unlike the CIA, Pakistan army has never trafficked in dope as a matter of official policy. If some of our officers were involved in narcotics trafficking for their own gains, it is unjustified to attribute their misdeeds to the institution. These allegations are a ridiculous attempt to further discredit the already discredited armed forces of Pakistan, which has let itself played into the hands of US agencies.

Providing evidence of US agencies involvement in drug trafficking is beyond the scope of this article. Suffice it to say that the chickens of our agencies cooperation with CIA and DEA are coming home to roost. Remember the apologetic explanations from our Foreign Office when the press mistakenly reported that it had asking US to withdraw DEA officials from Pakistan on May 17, 1997. Foreign Office apologised and called eradication of drugs as "the common objective" between Pakistan and the US, and such reports "against our public interest."

One gets satisfied with the after thought that we deserve what the US is doing to us. Didn't we tell the government in 1997 that neither the US so-called drug war our "common objective," nor is the presence of US agents in Pakistan in our "public interest." The government did not listen to us then. No one can save it from reaping the whirlwind now.

End Notes

(1) See: Peter Dale Scott and

Abid Ullah Jan
(e-mail:abidjan@tanzeem.org)

Chickens of Cooperation Coming Home to Roost

Which government agencies made war on its own people, selling tons of drugs to them, destroying their lives, incarcerating thousands under conspiracy theory and making billions of dollars for waging wars and destabilising other states?

If your answer is ISI, you're wrong. The answer is CIA and DEA.[1] A Western intelligence agent called this "a jaded view" of this scribe about US intelligence agencies. I am, however, making this point once more not to disillusion readers about the American agencies or to defend the agency that has turned my life into a living hell but to point out how propaganda works and how the chickens of individual, agency and state cooperation with US come home to roost in the long run.

ISI, inter-services intelligence agency of Pakistan, faced severe criticism at a US Senate briefing on March 20, 2003 on the drug trade. Questioning two key members of the Bush administration at a hearing of the House Subcommittee on Asia and the Pacific, several Congressmen came down hard on Pakistan.[2]

Nancy Chamberlin, who was Washington's ambassador in Pakistan till last year was forced to confirm and reconfirm that over the last six years ISI's involvement in the drug trade was "substantial."

When asked, as ambassador did she ever report Pakistan's involvement with the Taliban and its intelligence unit's involvement in the opium trade? "No, I did not," said the former ambassador. Why not? This is what she was not asked but we have the right to ask and also find out, why not.

The purpose of the hearing was to implicate ISI, Pakistan military and Pakistan, but to leave other facts and factors aside. The latest hearing of US Senate is just another threat in the vast trap being laid for Pakistan army for many years.

Washington Post published a report by John Ward and Kamran Khan in its September 12, 1994 edition in an attempt to implicate Pakistan army in drug trafficking. The *News* published this report in October 1994. The same effort was duplicated by the same Kamran Khan in April 04, 1999 edition of the *News*.

A few individual instances of drug trafficking by some opportunist army or air force officers was presented out of context to put the blame squarely on shoulders of the armed forces, and tell the public that Pakistan army from top to bottom is following drug trafficking as a matter of official policy.

The US Senators didn't ask Ms Chamberlin as to why she didn't ever report ISI's involvement with drug trade because the answers thus far were enough for the self-appointed cops to frame charges against Pakistan. Going beyond that point would have brought dirty hands of the US agencies in discussion. We can't say if ISI has made any profits from the drug trade but there is no denying the fact that like the US subversive activities in Nicaragua and elsewhere in South America, CIA has definitely financed its Afghan war through drug funds. How far has ISI assisted CIA in these escapades is not on public record but there is no denying the fact that now is the time for CIA to exploit its partnership with ISI's for framing Pakistan.

It has been confirmed that there were no heroin factories in Pakistan before 1979 and "in 1980," says Harold D Wankel, DEA Assistant Administrator of Operations. Later on, Opium production had all but been destroyed by Afghanistan's Taliban regime. Poppy cultivation, according to the UN, plummeted from 80,000 hectares in 2000 to little over 5,000ha in 2001. But in 2002, with the renewed interest of ISI, production was back to between 40,000ha and 60,000ha, according to the UNDCP. This is a weak indication of US agencies have brought ringing poppy growing and heroin manufacturing spill over to Pakistan and Afghanistan.

Stronger evidence lies in the fact that the CIA-drug relation goes back to late 1960's. According to Victor Marchetti, a veteran of 14 years with the CIA — where he rose to be executive assistant to the Deputy Director of CIA — in 1967 "one officer was assigned to travel all over Latin America, buying up all sorts of hallucinatory drugs which might have some application to intelligence activities and operations." That was the point when CIA first got involved with the drugs, and planned to use them for financing it operations.

John D Marks, who worked as an analyst and US State Department Intelligence Expert for many years, wrote how the CIA was involved in narcotics trafficking since Vietnam War. In Vietnam, he wrote, "the CIA hoped to defeat the Pathet Lao and North Vietnamese; for that purpose,... The CIA was willing that the Meo [continue] to sell the drugs during their 'secret' war," for the US against communists.

As recently as 2001, many farmers, including Haji Sultan, chief of the Nur Zai tribe in Afghanistan, made the explosive charge that before coming to power, officials in the pro-US Karzai regime made it clear that if the pro-Taliban southern provinces changed sides, the government would look the other way if opium was grown. "You can imagine. Poppies were outlawed by the Taliban. Suddenly, everyone in the south saw they could make money again if they kicked out the Taliban.[3]

When planes of the' CIA proprietary airline, Air America could be used to carry opium for Meos and the US highest military officers supported by the Agency could be the kingpins of the drugs trade — as explained in "*CIA and the Cult of Intelligence*"; how can we believe that the CIA didn't suggest ISI and Pakistan army to help it trade drugs for buying guns and turning Afghanistan into a Soviet Vietnam.

ISI might have assisted CIA in trafficking drugs as it has assisted it in every other adventure within and outside Pakistan, but our armed forces have definitely not trafficked drugs as a matter of official policy like the CIA. The DEA sponsored ANF in Pakistan has definitely advanced US

Vol:12 Regd. No.LRL-50 No.11
Weekly *Nida-e-Khilafat* Lahore

عراق پر امریکی حملہ

اپنی تباہی کے ذمہ دار ہم خود ہیں......!

سورۃ الروم کی آیت 41 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"خشکی اور سمندروں میں فساد پھیل گیا ہے لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے' تا کہ اللہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزا چکھائے اور شاید کہ وہ پلٹ جائیں (اپنے گناہوں سے توبہ کریں)"

اللہ کے فضل و کرم سے ہم مسلمان ہیں' اللہ کے آخری نبی ﷺ کو ماننے والے ہیں' اللہ کی آخری کتاب ہمارے پاس ہے۔

لیکن ذرا سوچئے!

کیا......ہم نے کتاب وسنت کی تعلیمات پر اپنی ذات میں عمل کیا؟

کیا......اپنے گھروں میں ہم نے شریعت کی تعلیمات کو اختیار کیا؟

کیا......ہم نے اپنے معاشرے اور ملک میں اسلامی اقدار اور شریعت کے احکام کو نافذ و رائج کیا؟

افسوس کہ ایسا نہیں ہوا...... بلکہ ہم نے ملک میں جاگیرداری نظام اور سودی معیشت کو جاری رکھتے ہوئے عریانی' فحاشی' سود خوری' ہندوانہ ثقافت اور مغربی تہذیب کو فروغ دے کر اللہ کو ناراض کر دیا۔ پاکستان سمیت اکثر مسلم ممالک کو آج سے پچاس پچپن سال قبل فرنگ کی غلامی سے آزادی مل گئی تھی لیکن کسی ملک نے امریکہ کو اپنا مولیٰ بنایا اور کسی نے روس کو اپنا پشت پناہ سمجھا! اللہ کا دین نافذ کر کے اس کی خوشنودی اور نصرت حاصل کرنے کی کوشش کسی نے نہیں کی۔

چنانچہ آج ہماری بد اعمالیوں کی سزا ہمیں مل رہی ہے

آئیے! اپنے گناہوں پر اللہ کی جناب میں توبہ کریں' سچی توبہ۔ اور اللہ سے عہد کریں کہ ہم آئندہ:

☆ اپنے وجود پر اور اپنے گھروں میں دین کے احکامات کو نافذ کریں گے۔

☆ دوسروں کو بھی اللہ کے احکامات پر عمل کی دعوت دیں گے۔ اللہ کی نافرمانی سے منع بھی کریں گے۔

☆ اپنے وطن میں دین کے نفاذ کے لئے اجتماعی جدوجہد کریں گے اور حکومت سے مطالبہ کریں گے کہ وہ امریکہ کی غلامی سے نجات حاصل کر کے اللہ کے دامن کو تھامے اور فوری طور پر وطنِ عزیز میں دین کے احکامات کو نافذ کرے۔

امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قومِ یونسؑ کی طرح ہماری توبہ بھی قبول فرمائے گا اور ہم پر سے عذاب کو دُور فرمائے گا۔ آمین!

منجانب: **تنظیم اسلامی**

67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ' لاہور۔ فون: 6316638-6366638 فیکس: 6305110